عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۵ | ۳ تا ۱۷ شوال ۱۴۳۷ھ مطابق ۸ تا ۲۲ جولائی ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۲۶/۲۷

رمضان کے بعد بھی اللہ سے تعلق قائم رکھیں

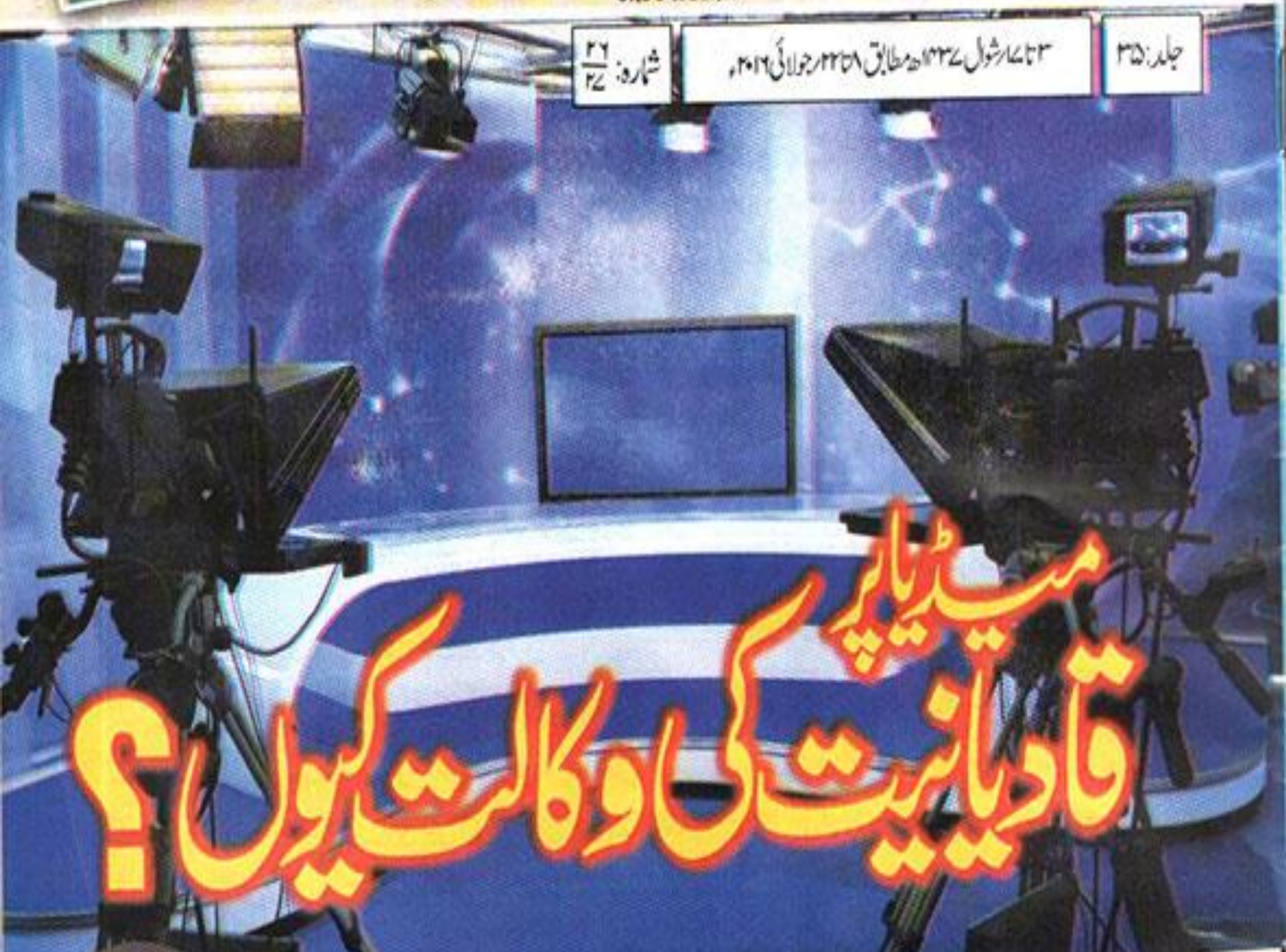

میڈیا پر قادیانیت کی وکالت کیوں؟

پاکستانی میڈیا یا لندن کا ہائیڈ پارک

سالانہ

ختمِ نبوّت کانفرنس

چناب نگر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

شوال کے چھ روزے

س:......شوال میں جو چھ روزے رکھے جاتے ہیں، کیا وہ عید کے اگلے دن سے ہی رکھنا ضروری ہوتا ہے یا بعد میں بھی رکھے جاسکتے ہیں؟

ج:......شوال کے چھ روزے عید کے دوسرے دن سے ہی شروع کرنا کوئی ضروری نہیں ہے، بلکہ شوال کے مہینے میں یہ چھ روزے جب بھی رکھنا چاہیں رکھ سکتے ہیں، خواہ لگاتار رکھے جائیں یا الگ الگ کرکے رکھیں ثواب پورا ملے گا، بلکہ بعض فقہاء تو فرماتے ہیں کہ علیحدہ علیحدہ کرکے روزہ رکھنا بہتر ہے، اس طرح شوال کے مہینے میں چھ روزے مکمل کرلیں تو یہ اجر وثواب حاصل ہوجائے گا۔

س:......کیا شوال کے چھ روزوں میں رمضان کے قضا روزوں کی نیت کی جاسکتی ہے یا رمضان کے قضا روزوں سے شوال کے چھ روزوں کی فضیلت حاصل ہوجائے گی؟

ج:...... رمضان کے روزوں کی قضا واجب ہے اور شوال کے روزے تو نفل ہیں، ایک روزے میں واجب اور نفل دو نیتیں کرنا درست نہیں، اگر رمضان کے قضا روزوں کی نیت کی جائے تو صرف وہی ادا ہوں گے۔ اسی طرح اگر شوال کے چھ روزوں کی نیت کی تو وہ شوال کے ہی ہوں گے، اس لئے ایک ساتھ دونوں نیتیں کرنا صحیح نہیں۔ رمضان کے قضا روزے الگ سے رکھیں اور شوال کے روزوں کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے علیحدہ روزے رکھے جائیں۔

س:......ہم شوال کے چھ روزے رکھتے ہیں لیکن میرے ایک دوست کا کہنا ہے کہ یہ روزے مکروہ ہیں اور یہ احناف کا مذہب ہے، کیا یہ بات درست ہے؟ مہربانی فرماکر ہماری الجھن دور فرمائیں۔

ج:......احادیث مبارکہ میں شوال کے چھ روزوں کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو بڑے اجر وثواب کا باعث قرار دیا ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

"عن ابی ایوب الانصاری انه حدثه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من صام رمضان ثم اتبعه ستة من شوال کان لصیام الدهر." (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص:۱۷۹)

ترجمہ:"حضرت ابوایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے رمضان میں روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے عمر بھر روزے رکھے۔"

اس لئے فقہاء نے ان روزوں کو مستحب قرار دیا ہے: "کما قال العلامة ابن نجیم: ومنه ایضا صوم ستة من شوال عند ابی حنیفة متفرقاً کان او متتابعاً وعن ابی یوسف کراهته متتابعاً لا متفرقاً لکن عامة المتاخرین لم یروا به باساً." (البحر الرائق ص:۲۵۸، ج:۲ کتاب الصوم)

شوال کے روزے ایصالِ ثواب کے لئے رکھنا

س:......میں شوال میں چھ روزے رکھنا چاہتا ہوں اپنی والدہ کے ایصالِ ثواب کے لئے، کیا یہ ثواب ان کو پہنچ جائے گا؟ اور کیا میں اپنے لئے علیحدہ سے چھ روزے مزید رکھوں؟

ج:......والدہ کے ایصالِ ثواب کے لئے شوال کے چھ روزے رکھنا درست ہے اور اس کا ثواب ان شاء اللہ! اُن تک پہنچ جائے گا اور آپ کو بھی اس کا اجر وثواب ملے گا۔ ہاں اگر آپ اپنے لئے علیحدہ چھ روزے اور والدہ کے لئے علیحدہ سے چھ روزے رکھیں گے تو یہ عمل زیادہ باعث اجر وثواب ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۵ — ۲۳ تا ۱۷ ؍شوال المکرم ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۸ تا ۲۲ ؍جولائی ۲۰۱۶ء — شمارہ: ۲۶ ؍ ۲۷

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

میڈیا پر قادیانیت کی وکالت کیوں؟	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
رمضان کے بعد بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھیں!	۸	مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر	۱۳	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ کا مقدمہ	۱۶	٭ ٭ ٭ ٭
رمضان کے بعد....	۱۸	ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمہ اللہ
عقیدۂ ختم نبوت اور ایک قادیانی مغالطہ	۲۱	مولانا زاہد الراشدی
پاکستانی میڈیا یا لندن کا ہائیڈ پارک؟	۲۳	٭ ٭ ٭ ٭
نزول عیسیٰ علیہ السلام (۴)	۲۵	مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ

اعلان

عیدالفطر کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۲۶، ۲۷ یکجا کیا جارہا ہے۔ قارئین کرام و ایجنسی ہولڈرز حضرات نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

احادیث قدسیہ

حضرت مولانا محمد سعید یوسف رحمۃ اللہ علیہ

شرک والحاد

۱:... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں اس بندے سے دریافت کرے گا، جو کم سے کم عذاب میں مبتلا ہوگا کہ کیا تو اس عذاب سے نجات حاصل کرنے کے لئے اگر تیرے ہاتھ میں دنیا کی کوئی چیز ہوتی تو دے دیتا؟ یہ بندہ کہے گا: بے شک! میرے پاس جو کچھ بھی ہوتا وہ دے کر اس عذاب سے نجات حاصل کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تو تجھ سے جب تو آدم کی پشت میں تھا بہت ہی ہلکی چیز طلب کی تھی اور وہ یہ تھی کہ میرے ساتھ شرک نہ کیجو، لیکن تو نے انکار کیا اور تو نے میرے ساتھ شرک کیا۔ (بخاری، مسلم)

یعنی آج سب دے کر عذاب سے بچنا چاہتا ہے لیکن دنیا میں صرف ایک چھوٹا سا مطالبہ پورا نہ کر سکا اور وہ مطالبہ اس قدر تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، یہ جو فرمایا کہ تو آدم کی پشت میں تھا، اس سے اسی میثاق اور عہد کی طرف اشارہ ہے جو عام طور سے اولاد آدم سے لیا گیا تھا یعنی اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا عہد۔

۲:... حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے ابن آدم تو جب تک مجھ کو پکارتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا، میں تیری مغفرت کرتا رہوں گا، خواہ تو کسی حالت میں ہو اور مجھے کچھ پروانہیں۔ اے آدم کی اولاد! تیرے گناہ اگر اس قدر زیادہ ہوں کہ آسمانوں تک پہنچ جائیں اور تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو بھی میں ان گناہوں کو بخش دوں گا اور مجھے کچھ پروانہیں۔ اے ابن آدم! اگر تو مجھ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے کہ تیرے پاس اتنی خطائیں ہوں جن سے زمین بھر جائے، مگر ان خطاؤں اور گناہوں میں شرک نہ ہو تو میں تجھ سے اتنی ہی مغفرت کے ساتھ ملاقات کروں گا۔ (ترمذی)

مطلب یہ ہے اگر گناہ زمین پر پھیلائے جائیں تو زمین کے کونے بھر جائیں اتنے وسیع گناہوں کا استقبال اتنی ہی وسیع رحمت سے کیا جائے گا، بشرطیکہ ان گناہوں میں شرک نہ ہو۔

۳:... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ میں اس کے گناہ بخش دینے اور معاف کر دینے کی قدرت رکھتا ہوں تو میں اس کی خطائیں بخش دیتا ہوں اور کچھ پروانہیں کرتا، بشرطیکہ وہ میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کرتا ہوں۔‘‘ (شرح السنہ)

نماز

مفتی محمد نعیم (جامعہ بنوریہ سائٹ)

مسائل طہارت

س:...... ناپاکی کسے کہتے ہیں؟

ج:...... ایسی تمام چیزیں جن کو شریعت نے گندا کہا ہو یا عقلمند لوگ اُسے گندا سمجھتے یا کہتے ہوں ایسی تمام چیزیں ناپاک کہلاتی ہیں۔

س:...... جسم یا کپڑوں یا جگہ پر گندگی لگ جائے تو ان چیزوں کا کیا حکم ہے؟

ج:...... جسم یا کپڑوں یا جگہ کے جتنے حصے پر گندگی لگ جائے تو ان چیزوں کا اتنا حصہ ناپاک ہو جاتا ہے۔

س:...... گندگی کو نجاست کہتے ہیں، کیا مذہبی تعلیمات کی روشنی میں اس کی بھی قسمیں بیان کی جاتی ہیں؟

ج:...... جی ہاں! مذہبی تعلیمات کی روشنی میں اس گندگی کی دو قسمیں بیان کی جاتی ہیں: (۱) نجاست غلیظہ، جس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت نے اسے انتہائی ربہت سخت ناپاک کہا ہو۔ (۲) نجاست خفیفہ، جس کا مطلب یہ ہے کہ غلیظہ کے مقابلے میں اسے نسبتاً ہلکا کہا ہو۔

س:...... شریعت نے کن کن گندگیوں کو نجاست غلیظہ قرار دیا ہے؟

ج:...... شریعت نے درج ذیل چیزوں کو نجاست غلیظہ قرار دیا ہے:

(۱) انسان کا پیشاب اور پاخانہ (اس میں مرد، عورت، بچے تمام شامل ہیں)، (۲) جن جانوروں کو مذہب نے حرام قرار دیا ہے ان کا پیشاب، (۳) تمام حلال اور حرام جانوروں کا پاخانہ، (۴) انسان اور جانوروں کا بہتا ہوا خون، (۵) شراب، (۶) مرغی اور بطخ کی بیٹ (پاخانہ)

س:...... شریعت نے کن کن گندگیوں کو نجاست خفیفہ قرار دیا ہے؟

ج:...... شریعت نے مندرجہ ذیل دو چیزوں کو نجاست خفیفہ قرار دیا ہے:

(۱) حلال جانوروں کا پیشاب، (۲) حرام جانوروں کی بیٹ (پاخانہ)۔

نوٹ: مشاہدہ یہ ہے کہ جو جانور پرندوں کی جنس میں آتے ہیں ان سے پیشاب صادر ہی نہیں ہوتا، نیز پرندوں کے علاوہ بھی ایسے جاندار ہیں جن کو حشرات الارض (کیڑے، مکوڑے) کہا جاتا ہے۔ مشاہدے میں ان سے بھی پیشاب صادر نہیں ہوتا اور جو کچھ معمولی سا پاخانہ ربیٹ نکلتی ہے وہ پاکی، ناپاکی کی بحث کے زمرے میں ہی نہیں آئی۔ لہٰذا ان میں سے اگر کسی کی بیٹ لگ جائے تو وہ جگہ، جسم، کپڑا پاک ہی کہا جائے گا۔

(جاری ہے)

محمد اعجاز مصطفیٰ

میڈیا پر قادیانیت کی وکالت کیوں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات، فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ یہ عقیدہ قرآن و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کو واصل جہنم کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور حضرت فیروز دیلمی جنہوں نے یہ کارنامہ انجام دیا، ان کے لئے خوشخبری کے الفاظ ارشاد فرمائے کہ: ''فاز فیروز''... فیروز کامیاب ہوگیا...۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بحیثیت خلیفۃ الرسول اور اسلامی ریاست کے سربراہ ہونے کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسیلمہ کذاب (جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بڑی جمعیت اکٹھی کرلی تھی) اور ان کے پیروکاروں کے ذریعہ جہنم رسید کرایا اور اس کے بعد کے ادوار میں ہر اسلامی ریاست نے جہاں کسی مدعی نبوت نے سر اٹھایا' اس کے ساتھ اسی طرز کا معاملہ کیا۔

معلوم یہ ہوا کہ جہاں ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے' وہاں اس کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ اپنی رعایا کے عقائد کا تحفظ اور اقلیتوں کے حقوق کی ضامن بنے، اب ظاہر ہے کہ ایک اسلامی ریاست یہ بھی آئینی طور پر واضح کرے گی کہ مسلمان کون ہیں؟ اور اقلیتوں کے دائرے میں کون لوگ آتے ہیں؟

قادیانیوں کی یہ عادت ہے کہ خود پیچھے رہتے ہیں اور اپنی بات کسی اور کے منہ سے نکلواتے ہیں اور وہ یہ بات کہہ کر پھنس جاتا ہے۔ اسی طرح کا معاملہ پچھلے دنوں ''آج'' ٹی وی کے اینکر حمزہ علی عباسی کے ساتھ پیش آیا کہ آئینی طور پر ایک طے شدہ بات کو اس نے دوبارہ چھیڑ کر قادیانیوں کی وکالت کرکے جہاں پوری اسلامی برادری کو پریشان کیا' وہاں اس نے آئین اور قانون کو بھی پامال کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس کا بروقت نوٹس لیا، جہاں کراچی میں جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے نمائندہ وفد نے آج ٹی وی کے ذمہ داران سے ملاقات کرکے اہل اسلام کی طرف سے تشویش کا اظہار کیا' وہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے گورنمنٹ کے ادارہ پیمرا کو ایک کھلا خط بھی لکھا جو درج ذیل ہے:

جناب چیئرمین پیمرا کے نام کھلا خط

بخدمت جناب چیئرمین پیمرا پاکستان، اسلام آباد

۱۳رجون ۲۰۱۶ء ''آج'' ٹی وی کی رمضان نشریات کے اینکر پرسن حمزہ علی عباسی نے اپنی نشریات میں کہا کہ ریاست کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی کو غیر مسلم قرار دے۔

جناب عالی! جب سے مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا' اس روز سے علماء کرام، مولانا پیر مہر علی شاہ، مولانا عبداللہ لدھیانوی، مولانا نذیر حسین دہلوی، مولانا احمد رضا خان بریلوی، مولانا علی الحائری، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا غلام دستگیر ایسے اپنے وقت کے جید علماء کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو مسلم امت سے علیحدہ قرار دیا۔ پاکستان کی پارلیمنٹ، پاکستان کے سپریم کورٹ، رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ، جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ غرض جتنے بھی کسی متنازعہ مسئلہ کو طے کرنے کے فورم تھے' جب قادیانی کیس ان کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے قادیانیوں کو ملت اسلامیہ کا کبھی حصہ قرار نہ دیا۔

۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ کی کارروائی میں قادیانی جماعت نے خود درخواست کر کے اس میں شرکت کی اجازت حاصل کی۔ اس وقت قادیانی جماعت کے چیف گرو مرزا ناصر نے یہی بحث اٹھائی کہ کسی حکومت کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی کو کافر قرار دے۔ مرزا ناصر سے کہا گیا کہ پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ اس کا صدر مسلمان ہوگا۔ اگر ایک ہندو خود کو مسلمان کہہ کر پاکستان کی صدارت کے الیکشن میں حصہ لے کہ وہ مسلمان ہے، تو اس کے متعلق حکومت یا عدالت کو حق حاصل ہے کہ نہیں کہ وہ فیصلہ کریں کہ یہ مسلمان ہے یا نہیں؟ کونسٹم کے تحت ایک یونیورسٹی یا کالج یا کسی سرکاری ادارہ میں ایک غیر مسلم خود کو مسلمان کہے تو کیا اس کے متعلق ادارہ کے سربراہ یا عدالت کو حق حاصل ہے یا نہیں کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ یہ شخص مسلمان ہے یا نہیں؟ غرض تفصیلی بحث کے بعد مرزا ناصر کو تسلیم کرنا پڑا کہ ہاں! حکومت یا ادارہ کو ایسا کرنے کا حق حاصل ہے۔

جناب عالی! آج قومی اسمبلی کی اس بحث کا تمام سرکاری ریکارڈ خود حکومت نے شائع کر دیا ہے۔ توجہ طلب یہ امر ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ ''جس شخص کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ وہ خدا کے نزدیک قابل مواخذہ اور جہنمی ہے۔'' اسی طرح قادیانی جماعت کے دوسرے چیف گرو مرزا محمود نے ''آئینہ صداقت'' نامی کتاب میں لکھا کہ ''جو شخص مرزا قادیانی کو نہیں مانتا، اگرچہ اس نے مرزا کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر ہے۔'' پھر مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی کا اپنی کتاب ''کلمۃ الفصل'' میں کہنا کہ ''مرزا کے نہ ماننے والے نہ صرف کافر بلکہ پکے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' ان حوالہ جات کے ہوتے ہوئے گویائی وی اینکر پرسن جناب حمزہ عباسی قادیانیوں کو تو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ پوری دنیا کے مسلمان کو غیر مسلم قرار دیں اور اگر ایک اسلامی اسٹیٹ طویل بحث و مباحثہ، غور و فکر و اجتہاد کے بعد قادیانیوں کے متعلق فیصلہ کرتی ہے تو وہ غلط ہے۔

یہ فلسفہ ٹی وی پر بیان کرنا بلاوجہ نہیں، یہ ایک بہت بڑی گہری چال ہے جو دشمن نے پاکستان کے حالات میں بگاڑ پیدا کرنے کے لئے چلی ہے۔ آج جب کہ پورے ملک میں انتہاء پسندی، مذہبی منافرت پھیلانے والوں کا دائرہ تنگ کیا گیا ہے، اسلامیان وطن نے فرقہ واریت سے پناہ پا کر سکھ کا سانس لیا ہے' اس موقع پر ایک طے شدہ مسئلہ کو زیر بحث لانا، متنازعہ بنانا' یہ بلاوجہ نہیں، اس کے پس منظر پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ملک کو پھر انارکی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔

جناب! الیقین جانئے کہ ایک شرعی اسلامی متفقہ مسئلہ جس پر پارلیمنٹ بھی مہر تصدیق ثبت کر چکی، عرب و عجم، مشرق و مغرب کے مسلمان جس پر متفق ہیں' اسے متنازعہ بنا دیا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ یہ قادیانیوں یا قادیانی نوازوں کی خام خیالی ہے۔ وہ غیر مسلم ہیں، جب تک مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے قلادہ کو اپنی گردن سے نہیں اتارتے انہیں کوئی ماں کا لعل مسلمانوں کی صف میں نہیں کھڑا کر سکتا۔

جناب عالی! حقائق پر غور کیا جائے۔ یہ کیا ہو رہا ہے کہ ایک اینکر اور ایکٹر عقیدہ و ایمان کے متفقہ مسئلہ کو متنازعہ بنا کر پورے ملک میں ایک اضطراب و ہیجان کی فضا پیدا کر دے۔ یہ سب کچھ ایک منصوبہ کا حصہ ہے، ٹی وی مالکان نے اسے جو یہ ذمہ داری سونپی' یہ بھی گہری چال ہے جو ملک کے حالات کو بگاڑنے کے لئے چلی گئی ہے۔ ایک شخص اگر شیعہ سنی کے نام پر منافرت پھیلائے تو وہ قابل مواخذہ ہے اور

اگر وہ کفر واسلام کی حدود کو توڑ دے، متفقہ طے شدہ مسئلہ کو اختلافی اور متنازعہ بنائے تو وہ قابل مواخذہ کیوں نہیں؟ کیا اب جب کہ امریکہ، افغانستان، انڈیا مل کر پاکستان میں راہداری کے خلاف افراتفری پھیلا رہے ہیں، پاکستان میں پھر بدامنی کو راہ دی جا رہی ہے‘ ہماری دیانتدارانہ رائے ہے کہ اس اینکر پرسن کی یہ گفتگو بھی اسی پلاننگ کا حصہ ہو سکتی ہے۔ تعزیرات پاکستان میں درج ہے کہ کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ اینکر پرسن نے اس قانون کی روح کو پامال کیا ہے، اس نے افراتفری پھیلا کر ضرب عضب کو چیلنج کیا ہے، اس گفتگو سے انہوں نے ایکشن پلان کو تہہ وبالا اور ملیامیٹ کرنے کا خطرناک کھیل کھیلا ہے۔

براہ کرم! آپ کا فرض بنتا ہے کہ آپ اس اینکر پرسن اور اس سازش کے پیچھے چھپے کرداروں کے خلاف قانونی کارروائی کر کے اسلامیان وطن کو مطمئن کریں۔ ایک بار پھر قادیانی لابی اور قادیانی نوازوں تک یہ پیغام پہنچانا فرض سمجھتے ہیں کہ قادیانی غیر مسلم تھے اور ہیں۔ یہ قانون رہے گا۔ اس کے بدخواہ اور اس کو ختم کرنے والے کبھی اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بقول علامہ اقبال مرحوم ’’قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے اور ختم نبوت میں امت کی وحدت کا راز مضمر ہے۔‘‘ ان حقائق پر غور کر کے اس گہری چال کا انسداد کیا جائے۔ شکریہ! ق

(مولانا) اللہ وسایا

مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

الحمدللہ! پیمرا نے اس کا نوٹس لیا اور آج ٹی وی کا پروگرام ’’رمضان ہمارا ایمان‘‘ بند کر دیا۔ ہم اس پر پیمرا کے ذمہ داران کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اس اپیل پر توجہ دی اور اس پر عمل درآمد کرایا۔ محترم جناب! ہم اور آپ مسلمان ہیں، مسلمان کا عقیدہ ہے کہ وہ اس دنیا کی چند روزہ زندگی گزار کر آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوگا، وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے سوا مال و دولت، آل و اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ اگر ایک مسلمان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا تحفظ نہ کیا، شعوری یا لاشعوری طور پر آپ کے منصب ختم نبوت پر شب خون مارنے والوں کے لئے استعمال ہو گیا تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائے گا؟ اس لئے مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے دین کو ہر چیز پر مقدم رکھے، خصوصاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپ کی عزت و ناموس کی ہر طرح حفاظت کرے۔ ہم تمام میڈیا ذمہ داران سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ آپ بھی مسلمان ہیں اور پاکستان کے شہری ہیں، آپ ہم سے زیادہ جانتے ہیں کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، جہاں کا سپریم لاء قرآن وسنت ہے، جس کے صدر اور وزیراعظم کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے، یہاں اسلام، مسلمان اور خصوصاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی بات سننا کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے آپ اپنے میڈیا کو حدود کا پابند بنائیں اور خصوصاً اینکروں کو خاص ہدایات دیں کہ وہ ایسی کوئی بات نہ کریں، جس کو برداشت کرنا مسلمانوں کے لئے مشکل ہو اور پیمرا کو بھی چاہئے کہ وہ ہر وقت ان پر نظر رکھے۔ اسلام اور پاکستان کے خلاف باتوں کا بروقت نوٹس لے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

ایک مجرب عمل برائے عافیت اہل وعیال

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اپنی جان، اپنی اولاد، اپنے اہل وعیال اور مال کے بارے میں خوف وضرر رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح وشام یہ پڑھ لیا کرو: ’’بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی دِیْنِیْ وَنَفْسِیْ وَوَلَدِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ‘‘ چند دن کے بعد یہ شخص آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، اب کیا حال ہے؟ عرض کیا: ’’قسم ہے اس ذات کی، جس نے حق کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، میرا سب خوف غائب ہو گیا۔‘‘

(کنز العمال، ج:۲، ص:۶۳۶، کشکول معرفت، ص:۷۵، حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ)

رمضان کے بعد بھی

اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم رکھیں

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

بزرگانِ محترم اور برادرانِ عزیز!

رمضان کے بعد بھی اللہ قریب ہے:

یہاں تک رمضان المبارک کے روزوں کی تکمیل کا ذکر تھا، اس کے بعد جو آیت اللہ پاک نے ذکر فرمائی، وہ بہت معنی خیز ہے، رمضان، روزوں کی گنتی اور عید کے ذکر کے فوراً بعد فرماتے ہیں:

"وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ۔"

(البقرۃ:۱۸۶)

اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہے ہیں کہ اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں پوچھیں تو ان کو بتا دینا کہ میں قریب ہوں، جب کوئی بھی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی بات سنتا ہوں، اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

بظاہر اس ترتیب میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ مت سمجھنا کہ رمضان گیا تو اللہ میاں بھی گئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بھی گیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی گئی، اللہ تعالیٰ کا قرب بھی گیا، ان سے دعائیں مانگنے کا جذبہ بھی گیا، بلکہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ میں تو تمہارے قریب ہوں چاہے رمضان ہو یا غیر رمضان، تمہاری دعائیں سنتا ہوں۔

دل میں جو خیال آتا ہے کہ رمضان چلا گیا اور اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو ایک تعلق قائم ہوا تھا، وہ ختم ہو گیا، اب اگر دعا مانگیں گے تو وہ دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ (معاذ اللہ!) یا اب ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق برقرار رکھنے کا اس درجہ اہتمام نہیں کرنا چاہئے جتنا کہ رمضان میں کرتے تھے تو اس غلط فہمی کا فوراً ازالہ فرمایا کہ جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو کہہ دینا کہ میں قریب ہوں، لہٰذا "فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ" بندوں کو چاہئے کہ میری بات قبول کریں یعنی رمضان کے بعد بھی میرے احکام کی اطاعت کا سلسلہ جاری رہنا چاہئے اور مجھ پر ایمان رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے، پروردگار ہے اور وہ ایک ہے اور اس کے تمام احکام واجب الاطاعت ہیں، جب یہ مانیں گے تو "لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ" وہ سیدھے راستے پر آ جائیں گے۔

اس لئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ رمضان میں تو شیطان قید تھا، رمضان کے بعد آزاد ہو گیا تو پہلے ہم رمضان میں جو نیک کام کر رہے تھے اور کسی حد تک گناہوں سے بچنے کا اہتمام بھی کر رہے تھے اب وہ ختم کر دیں اور اللہ بچائے! اُلٹے پاؤں واپس چلے جائیں۔

رمضان کے بعد بھی اللہ سے تعلق قائم رکھیں:

ٹھیک ہے کہ رمضان میں زیادہ عبادت کا اہتمام تھا، تراویح کی بیس رکعات تھیں، اب رمضان کے بعد وہ نہیں ہیں تو دیگر نوافل ہیں۔ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ اگر عشاء کے وتر سے پہلے چند رکعات صلاۃ اللیل کی نیت سے پڑھ لے تو پڑھنے والا تہجد کی برکت سے محروم نہیں ہوتا اور یہ ایک حدیث سے بھی ثابت ہے کہ عشاء کے فرض کے بعد جو نماز نفلی طور پر پڑھی جائے وہ صلاۃ اللیل یعنی تہجد میں شمار ہوگی۔ اسی طرح رمضان میں تلاوت کی مقدار زیادہ تھی، اب اتنی نہیں تو کچھ کم ہی سہی، لیکن رمضان المبارک کے بعد تمام معمولات کو یکسر ختم کر دینا صحیح نہیں، بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے تعلق برقرار رکھنے کے لئے نفلی عبادتوں کا اہتمام رمضان کے بعد بھی ہونا چاہئے۔

اسی طرح گناہوں سے بچنے کا اہتمام بھی کریں۔ دعا کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ رمضان کے بعد یہ مت سمجھنا کہ اب دعا قبول نہیں ہوگی بلکہ جب بھی تم اخلاص کے ساتھ اور دعا کے آداب کے ساتھ دعا مانگو گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ دعا قبول فرمائیں گے۔ گویا ان آیات میں رمضان المبارک کے بعد ایک لائحہ عمل کی طرف اشارہ فرمایا۔

اختتامِ رمضان پر بشارت:

ہمارے شیخ و مربی حضرت عارفی قدس سرہٗ کی خدمت میں جب ہم عید کے بعد حاضر ہوتے تھے تو وہ بڑی مسرت اور بشاشت کا اظہار فرماتے تھے اور بڑی مسرت سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ ہم سب کے لئے بڑی خوشی کا موقع ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشے بخشائے ہیں۔

یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے، جس میں نبی کریم سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا

کہ جب مسلمان رمضان کے روزوں کی تکمیل کے بعد عیدگاہ میں جمع ہوتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فرشتوں سے یوں خطاب فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو! اس مزدور کا صلہ کیا ہونا چاہئے جس نے اپنے حصے کا کام پورا کرلیا ہو؟ فرشتے جواب میں کہتے ہیں کہ پروردگار! اس مزدور کا صلہ یہ ہونا چاہئے کہ اس کی اُجرت اسے پوری پوری دیدی جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے اور بندیوں نے میرے فریضے (رمضان کے روزے) کو پورا کردیا اور آج یہاں عیدگاہ میں میرے پاس مجھ سے دعائیں کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے عزت وجلال، اپنی کبریائی اور اپنی رفعت مقام کا ذکر فرما کر اور اس کی قسم کھا کر یہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ میں ان سب کی دعائیں قبول کروں گا اور ان کو اس حالت میں واپس بھیجوں گا کہ سب کی مغفرت کی جاچکی ہوگی اور ان کی برائیوں کو بھی حسنات میں تبدیل کردوں گا۔

یہ عظیم بشارت نبی کریم سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی، اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہمارے حضرت قدس اللہ سرہ بڑی مسرت کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے ہمیں اُمید ہے کہ ہم سب بخشے بخشائے ہیں، کیونکہ مذکورہ حدیث میں الفاظ ہیں: ''جب مسلمان عیدگاہ سے واپس جائیں گے تو سب کی مغفرت ہوچکی ہوگی۔''

قرآنِ کریم کا خاص اندازِ بیان:

قرآن کریم کی مذکورہ تلاوت کی گئی آیات میں اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کا اور اشارتاً عید کا بھی ذکر بڑے عجیب انداز میں فرمایا۔ پہلے رمضان المبارک کی فضیلت بیان فرمائی کہ: ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ'' پھر روزے کی فرضیت بیان فرمائی: ''فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ'' اس کے بعد فرمایا: ''وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا أَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَیَّامٍ أُخَرَ'' اگر تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو روزوں کی اتنی ہی گنتی دوسرے دنوں میں پوری کرلے۔ اس کے بعد فرمایا: ''یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ'' اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں، تم پر کوئی مشکل ڈالنا نہیں چاہتے۔ پھر فرمایا: ''وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ'' تاکہ تم گنتی پوری کرلو۔ (البقرہ:۱۸۵)

اللہ جل جلالہ کی عبادت کا حق کوئی بندہ ادا نہیں کرسکتا، روزہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، جس مقام اور جس مرتبے کا روزہ ہونا چاہئے وہ روزے ہم لوگ کہاں رکھتے ہیں؟ اس لئے اس آیت میں اس لفظ ''وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ'' سے شاید اشارہ اس طرف ہے کہ روزے کی حقیقت کا تم کو کیا پتہ؟ لیکن بس اتنا کرلو کہ گنتی پوری کرلو۔ اگر ہمارے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تم نے گنتی پوری کرلی تو چاہے وہ روزے ہماری شایانِ شان نہ ہوں، تب بھی ہم قبول فرمالیں گے۔

اتباعِ امرِ خداوندی اصل چیز ہے:

ہمارے نزدیک جس چیز کی قیمت ہے وہ ہمارے حکم کی اتباع ہے، رمضان المبارک کے تیس دنوں میں تم نے ہمارے حکم کی وجہ سے کھانا پینا چھوڑ دیا تو تم نے اپنے بس کا کام کرلیا، اب وہ ہمارے شایانِ شان تو کیا ہوگا لیکن ہم اس گنتی کو تمہارے نامۂ اعمال میں شمار کرکے ان شاء اللہ! تمہیں وہی ثواب عطا فرمائیں گے کہ جو ہم نے روزہ دار کے لئے رکھا ہے کہ: ''الصوم لی وانا اجزیٰ بہ'' روزہ میرے لئے تھا اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

میرے شیخ حضرت عارفی قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے جو کہ حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہ کے مواعظ میں بھی دیکھا کہ یہ بات اس سیاق میں فرمائی کہ اگر کسی شخص نے بیماری کی وجہ سے روزے چھوڑ دیئے یا سفر کی وجہ سے چھوڑ دیئے تو دونوں شرعی عذر تھے، ان کی وجہ سے روزے چھوڑے، بعض اوقات انسان کو افسوس ہوتا ہے، حسرت ہوتی ہے کہ میں بیماری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکا، بلکہ خواتین کو اپنی شرعی مجبوری کی وجہ سے کچھ نہ کچھ روزے چھوڑنے پڑتے ہیں، اس کی وجہ سے بھی ان کو حسرت رہتی ہے، ہمارے حضرت والا فرماتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے یہ اُمید ہے کہ اگرچہ یہ روزے رمضان کے دنوں میں چھوٹ گئے اور بعد کے دنوں میں ان کی قضا ہوگی، لیکن جب وہ سفر والے، بیماری والے یا خواتین کی شرعی مجبوری والے روزے قضا کروگے کہ اس دن ان شاء اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے سارے فضائل حاصل ہوں گے، کیونکہ حکم گنتی پوری کرنے کا ہے اور روزے قضا کرکے بھی رمضان المبارک کی گنتی پوری کی جارہی ہے، تو ان شاء اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے فضائل بھی حاصل ہوں گے۔

اس کے بعد فرمایا: ''وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدَاكُمْ'' یہ رمضان کے دن ہم نے اس لئے دیئے ہیں تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اس کی بڑائی کا اظہار کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی ہے، یعنی رمضان المبارک کا مہینہ ہدایت کا منبع ہے، کیونکہ قرآن مجید اس مہینے میں نازل ہوا، اس ہدایت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی، اس کی بڑائی اور اس کی حمد وثنا کرو۔

رمضان اور اللہ تعالیٰ کی شانِ کبریائی:

رمضان کے سیاق میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے ذکر کے کئی پہلو ہیں، ایک پہلو یہ ہے کہ روزہ بذات خود اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعلان ہے، کیونکہ کوئی آدمی کسی جائز اور مباح کام کو چھوڑتا ہے تو اپنے کسی بڑے

کی حکم کی تعمیل میں چھوڑتا ہے، جب تم نے کھانا پینا چھوڑا تو درحقیقت تم نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعتراف کیا، اللہ تعالیٰ کو بڑا قرار دیا کہ اس کائنات میں سب سے بڑی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

دوسرے یہ کہ رمضان المبارک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو عبادتیں فرض یا سنت قرار دی ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا بیان ہے کہ ان عبادتوں کو انجام دیتے ہوئے بندہ جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتا ہے وہ اور دنوں میں نہیں ہوتی، مثلاً رمضان میں تراویح کی بیس رکعتوں میں فی رکعت کم از کم چھ مرتبہ اللہ اکبر کے حساب سے (۱۲۰) مرتبہ اللہ اکبر زیادہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح رمضان المبارک گزر جانے کے بعد جب عید کی نماز آئی تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ شان رکھی ہے کہ عیدگاہ کے راستے میں جاتے ہوئے تکبیر کہتے ہوئے جاؤ: ''اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔''

عید کی نماز میں عام دو رکعتوں کی بہ نسبت چھ تکبیریں زیادہ ہوتی ہیں، پھر عید کے بعد خطبہ میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ عید کے پہلے خطبہ میں نو مرتبہ تکبیریں (متواتر نو مرتبہ اللہ اکبر) کہہ کر خطبہ شروع کیا جائے اور دوسرے خطبہ میں سات مرتبہ تکبیریں کہی جائیں۔

حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب آپ عید کا خطبہ دیتے تھے تو درمیان مختلف جگہ یہ تکبیر پڑھتے تھے: ''اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد'' اس کے بعد فرمایا: ''وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ'' ''رمضان المبارک میں عبادت کی توفیق ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

رمضان کے بعد بھی اللہ قریب ہیں:

رمضان المبارک کی فضیلت سے لے کر عید تک کا ذکر ان آیات میں ہوا۔ اس کے بعد آیت ہے: ''وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ '' اللہ تعالیٰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرما کر ارشاد فرما رہے ہیں کہ: ''اگر میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو کہہ دینا کہ میں بہت قریب ہوں۔'' ''أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ'' جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔''فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ'' ۔لہٰذا وہ بھی میری پکار کا جواب دیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تا کہ وہ راہ راست پر آجائیں۔

بعض اوقات رمضان کے گزرنے کے بعد انسان کی کیفیت میں کچھ تبدیلیاں آنے لگتی ہیں اور اس کے دماغ میں یہ خیال آنے لگتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں تو میں اللہ تعالیٰ کے قریب تھا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بھی مضبوط تھا، اللہ تعالیٰ کی عبادتیں بھی انجام پا رہی تھیں، اللہ تبارک وتعالیٰ میری دعائیں بھی سن رہے تھے، روزے کی حالت میں قبولیت دعا کی بشارت تھی، افطار کے وقت بشارت تھی، لیلۃ القدر میں بشارت تھی، اب رمضان کے بعد وہ بات نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے اس خیال اور شبہ کا ازالہ یوں فرمایا کہ ٹھیک ہے رمضان چلا گیا لیکن یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کہیں دور چلے گئے، بلکہ اللہ تعالیٰ رمضان میں بھی تمہارے قریب تھے اور رمضان کے بعد بھی تمہارے قریب ہیں، البتہ تمہارا معاملہ یہ ہے کہ تم رمضان میں میری طرف تھوڑا سا قریب آجاتے ہو اور رمضان کے بعد پھر بھٹکنے لگتے ہو، اگر تم چاہو تو جیسے رمضان میں تمہیں میرا قرب حاصل تھا اسی طرح ہر وقت میرا قرب حاصل کرسکتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ'' (ق:۱۶)

ترجمہ: ''ہم بندے کے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔''

لیکن بندہ ہی اپنی غفلت اور نافرمانیوں اور اپنی لاپرواہیوں سے دور چلا جاتا ہے تو رمضان کے بعد بھی مجھے قریب ہی پاؤ گے بشرطیکہ تم خود اس قرب کا احساس اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ ایک فارسی شاعر نے کہا ہے:

تو کہ از خویش بمن نزدیکی
ورنہ من از طرف خویش بغایت دورم

یعنی آپ تو اپنی طرف سے مجھ سے بہت قریب ہیں، لیکن میں اپنی طرف سے آپ سے بہت دور چلا گیا ہوں۔

مذکورہ آیت کو رمضان کے سیاق میں لاکر یہی بات سمجھائی گئی ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ رمضان کے بعد تم مجھے بھلا نہیں دینا۔ ایسا نہ ہو کہ رمضان گیا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بھی ختم ہوگیا۔ تقویٰ بھی جاتا رہا، گناہوں میں مبتلا ہوگئے۔

البتہ رمضان میں ہم نے تمہیں کچھ زیادہ توفیق دی تھی اور کچھ حلال چیزوں سے بھی پابندی لگادی تھی، اب رمضان کے بعد وہ پابندی اٹھائے دیتے ہیں، ان حلال چیزوں کو استعمال کرو لیکن حرام سے بچو۔ رمضان میں جیسے تم نے ہمارے کہنے کی وجہ سے حلال چیزیں چھوڑ دی تھیں اب رمضان کے بعد حرام چھوڑ دو۔ اسی طرح رمضان میں تراویح کو ہم نے سنت قرار دیا تھا، اب رمضان کے بعد بیس رکعات نہ سہی، کم از کم تہجد پڑھ لیا کرو۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر آخری شب میں اٹھنے کی توفیق نہ ہو تو آدمی عشاء کی نماز میں سنتوں اور وتر کے درمیان کچھ رکعتیں صلاۃ اللیل کی نیت سے پڑھ لے تو وہ بھی صلاۃ اللیل میں شمار ہوتی ہیں اور آدمی تہجد کی فضیلت سے محروم نہیں رہتا۔ اسی طرح بعض اوقات رمضان گزرنے کے بعد حسرت ہوتی ہے کہ کاش! ہم رمضان میں

فلاں دعا بھی کر لیتے، شب قدر میں فلاں دعا مانگ لیتے، اب رمضان کا مہینہ تو گزر گیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس وقت نہیں مانگا تھا تو اب مانگ لو" اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ " جب مجھے پکارنے والا پکارتا ہے تو میں اس کا جواب دوں گا یعنی اس کی دعا کو قبول کروں گا، یہ ضروری نہیں کہ رمضان ہی میں قبول کروں اس کے بعد قبول نہ کروں۔

قرب خداوندی کا بہترین راستہ:

اس میں ایک اشارہ یہ بھی ہے کہ پہلے فرمایا تھا کہ میں تم سے قریب ہوں لیکن تم خود ہی دور چلے گئے ہو، اب تمہیں اپنے قریب آنے کا طریقہ اور راستہ بتلائے دیتے ہیں کہ مجھ سے کثرت کے ساتھ دعا مانگنے کی عادت ڈالو۔ مجھ سے ہر چیز کی دعا مانگو۔

حدیث میں آتا ہے کہ اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ سے مانگو، یہ اللہ تعالیٰ کے قریب آنے کا بہترین نسخہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمایا، بظاہر یہ خیال آتا ہے کہ جوتے کا تسمہ اگر ٹوٹ گیا تو آدمی کسی موچی کے پاس جائے یا خود کچھ کوشش کر کے اس کو ٹھیک کرے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم یہ فرمائی کہ موچی کے پاس بعد میں جاؤ، پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ یا اللہ! میرے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا اس کو ٹھیک کرانے کے اسباب مہیا فرمادے۔ گویا تعلیم یہ دی گئی ہے کہ دنیا کی کوئی بھی چھوٹے سے چھوٹی یا بڑی سے بڑی حاجت دل میں پیدا ہو تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر کے پہلے دعا مانگ لو، پھر کوئی اور تدبیر اختیار کرو۔ مثلاً گرمی شدید ہے تو دعا مانگ لو کہ یا اللہ! گرمی لگ رہی ہے موسم اچھا کر دیجئے۔ یا اللہ! بھوک لگ رہی ہے اچھا کھانا عطا فرما دیجئے۔ یا اللہ! پیاس لگ رہی ہے ٹھنڈا پانی عطا فرما دیجئے۔ یا اللہ! فلاں تکلیف محسوس ہو رہی ہے اپنی رحمت سے دور فرما دیجئے۔ جو مسئلہ اور جو حاجت بھی درپیش ہو، وہ اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ یہی اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے کا راستہ ہے کہ اپنا تمام دکھ سکھ اللہ تعالیٰ سے کہا کرو۔ جتنا زیادہ دعا مانگو گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتے چلے جاؤ گے۔

ہمارے حضرت عارفی قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ ایک ایسا نسخہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس کو پلے باندھ لے اور اس پر عمل کرنا شروع کر دے تو پہلے زمانے میں جو بات بڑے بڑے مجاہدوں اور ریاضتوں سے حاصل ہوا کرتی تھی، وہ اس معمولی سے عمل کے ذریعے حاصل ہو جائے گی۔ پہلے زمانے میں لوگ اولیاء اللہ کی خدمت میں جا کر تعلق مع اللہ حاصل کرنے کے لئے ریاضتیں اور مجاہدے کیا کرتے تھے، بڑی بڑی مشقتیں اٹھاتے تھے، ہمارے حضرت والا فرماتے تھے کہ اب وہ ریاضتیں اور مجاہدے کون کرے گا؟ اب نہ وہ شوق رہا، نہ وہ قویٰ رہے اور نہ وہ ظرف رہا، لہٰذا اب اللہ تعالیٰ سے تعلق اور قرب کا بہترین راستہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کثرت سے ہر بات کہنے کی عادت ڈالو، ہمارے حضرت والا (حضرت عارفی قدس اللہ سرہ) فرمایا کرتے تھے کہ اللہ میاں سے باتیں کیا کرو، زبان سے کہو یا دل سے ہو، اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا احساس دل میں پیدا ہو گا اور اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چونکہ میں سب کی دعائیں قبول کرتا ہوں اس لئے "فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ " میرے بندوں کو بھی تو چاہئے کہ میری بات کو قبول کریں، یعنی جن باتوں کا میں نے حکم دیا ہے، ان باتوں پر عمل کریں اور جن باتوں سے روکا ہے ان سے باز آئیں۔ "وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ " اور مجھ پر پکا ایمان رکھیں کہ جو کچھ میرے اللہ نے کہا ہے وہی مجھ پر واجب التعمیل ہے اور وہی میری دین ودنیا کی صلاح وفلاح کا واحد راستہ ہے، اگر یہ کام کر لیا تو" لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ " سب راہ راست پر آجائیں گے۔ یہ شروع میں پڑھی گئی آیات کریمہ کی مختصر تشریح ہے، ان کی روشنی میں ہمیں جو سبق مل رہا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں وہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رمضان المبارک تربیت کا زمانہ ہے:

رمضان المبارک کی صورت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے تربیت کا زمانہ ہمیں اور آپ کو عطا فرمایا ہے تاکہ ہمارے دل میں تقویٰ کی کچھ شمع روشن کرنے کا راستہ نکلے۔ روزوں کی فرضیت کا مقصد بھی تقویٰ کا حصول ہے۔ کیسا ہی گیا گزرا مسلمان ہو لیکن الحمدللہ! رمضان میں اس کے دل میں کچھ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ اس مہینے میں روزے رکھوں، تراویح پڑھوں اور گناہ نہ کروں، عام دنوں کے مقابلے میں اس میں تلاوت زیادہ کروں، اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کروں۔ اگر کوئی مسئلہ آتا ہے تو اس کے دل میں کھٹک بھی پیدا ہوتی ہے کہ کہیں اس سے روزہ ٹوٹ تو نہیں گیا، جیسے بہت سے لوگ رمضان میں پوچھتے پھرتے ہیں کہ قے آگئی تھی کیا میرا روزہ تو نہیں ٹوٹا؟ اگر قے خود بخود آئے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، اگر جان بوجھ کر قے کی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

رمضان المبارک میں ہر مسلمان کے دل میں ایک احتیاط اور کھٹک پیدا ہو جاتی ہے، اب ہم سے مطلوب یہ ہے کہ یہی احتیاط اور کھٹک رمضان کے بعد بھی برقرار رکھو، یعنی جو عمل بھی کرو، اس بات کی احتیاط کے ساتھ کرو کہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسند ہو گا یا ناپسند، اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دی ہے یا نہیں؟ رمضان سے پہلے جو غفلت اور بے پروائی تھی، حلال و حرام اور جائز وناجائز کی کوئی فکر نہیں تھی، یہ طرز اب ختم کرو اور رمضان کے مہینے میں جو تربیت دی گئی تھی، اس کی روح کو برقرار رکھو۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہمارے دلوں میں اس کو پیدا فرما دے تو ان شاء اللہ

تعالیٰ رمضان کا فائدہ بھی حاصل ہوگا اور رمضان کے جانے کے بعد بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ وہ ساری برکتیں اور رحمتیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے رمضان کے مہینے میں رکھی تھیں وہ سب ہمیں حاصل ہوں گی۔

رمضان المبارک کا نظم:

اس چیز کو حاصل کرنے کے لئے ایک مختصر سا نظم عرض کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔

نماز باجماعت کا اہتمام:

مردوں میں اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ نماز باجماعت مسجد میں ادا ہو، جبکہ عورتیں نماز کو اپنے صحیح اور اول وقت میں ادا کرنے کی کوشش کریں، نماز کو تمام کاموں پر مقدم سمجھیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے تمام گورنروں کو جو تقریباً آدھی دنیا میں پھیلے ہوئے تھے، باقاعدہ شاہی فرمان جاری فرمایا تھا جو موطا امام مالک میں مذکور ہے کہ: ''میرے نزدیک تمہارے سارے کاموں میں سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے۔'' یہ امیرالمومنین کی طرف سے سارے گورنروں کے نام شاہی نامہ ہے کہ ذاتی کام ہوں یا سرکاری کام ہوں، سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے۔ جو شخص اس نماز کی حفاظت کرلے گا وہ اپنے دین کی حفاظت کرلے گا، اور جو اس نماز کو ضائع کردے (یا تو العیاذ باللہ پڑھتے ہی نہیں یا ناقص طریقے سے پڑھے، مثلاً اگر مرد مسجد کی بجائے گھر میں پڑھتا ہے تو یہ ادا ناقص ہے، یا یہ کہ نماز کے ارکان و آداب کو ٹھیک طریقے سے ادا نہیں کرتا) تو اور کام اس سے زیادہ برباد ہوں گے۔

تلاوت قرآن کریم کا اہتمام:

دوسری چیز یہ کہ نماز فجر کے بعد کچھ تلاوت قرآن کریم کا معمول ہر شخص بنائے، کوئی دن بھی قرآن کریم کی تلاوت سے خالی نہ ہو۔ قرآن کریم میں سات منزلیں ہیں، پہلے زمانے میں ایسا ہوتا تھا کہ ہر روز ایک منزل کی تلاوت کا معمول لوگوں کا تھا اور سات دن میں پورا قرآن کریم ختم کرلیا جاتا تھا، ہم لوگ کمزور ہیں شاید اتنا تحمل نہ کرپائیں، لیکن جتنا ہوسکے ضرور کریں، چاہے ایک پارہ ہو، آدھا پارہ ہو، بلکہ حکیم الامت قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ اگر کسی سے آدھا پارہ بھی مشکل ہوتا ہے تو پاؤ پارہ پڑھ لے یا دو تین رکوع کا معمول بنالے لیکن کوئی دن قرآن کریم کی تلاوت سے خالی نہ گزرے۔

مسنون دعاؤں کا اہتمام:

اسی طرح روزانہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول و ماثور دعائیں ہیں جیسا کہ حکیم الامت قدس اللہ سرہ کی ''مناجات مقبول'' میں وہ دعائیں مذکور ہیں تو کوئی دن ان کی ایک منزل پڑھنے سے خالی نہ جائے، وہ دعائیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم فرمودہ دعائیں ہیں، ایسی دعائیں ہیں کہ دنیا و آخرت کی ساری بھلائیاں اس میں جمع ہیں، اگر وہ قبول ہوجائیں تو دنیا و آخرت کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح جو دعائیں مانگی ہیں، ہم اور آپ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا اہتمام:

اسی طرح روزانہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرنے کی عادت ڈالیں جیسے: ''سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم'' اور ''سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر'' اور ''استغفر اللّٰہ من کل ذنب واتوب الیہ'' اور ''استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو۔'' اور درود شریف۔ روزانہ فجر کی نماز کے بعد تلاوت، ایک منزل مناجات مقبول اور مذکورہ چار تسبیحات ہر شخص اس کا معمول بنالے اور چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی عادت ڈالیں۔

گناہوں سے بچنے کا اہتمام:

اسی طرح دل میں یہ کھٹک پیدا کرلیں جو رمضان میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا کی تھی کہ میں یہ کام کرنے جارہا ہوں، کہیں اس سے میرے ایمان کے تقاضے تو مجروح نہیں ہورہے، جہاں کہیں گناہ کا داعیہ پیدا ہونے کا خدشہ ہو تو ان کے اسباب سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرے۔ اگر دوبارہ داعیہ پیدا ہورہا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے کہ یااللہ! نفس اور شیطان مجھے غلط راستے کی طرف ڈالنا چاہ رہے ہیں، اے اللہ! اپنی رحمت سے مجھے بچالیجئے! یہ چند اعمال ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ اگر ہم ان کی پابندی کرلیں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت سے رمضان المبارک کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول جاری رہے گا، اللہ تعالیٰ کا ہماری طرف جس طرح قرب ہے، ہم بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط رکھ سکیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

مولانا عبدالرحیم اشعریؒ کی اہلیہ کا انتقال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا عبدالرحیم اشعریؒ کی اہلیہ، مولانا عطاء الرحمن، حافظ ضیاء الرحمن کی والدہ محترمہ کا پچھلے دنوں وصال ہوگیا۔ جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صدیقی نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمن جالندھری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اگلے روز تعزیت کے لئے مرحومہ کے گاؤں تشریف لے گئے اور ان کی اولاد سے تعزیت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے ۱۴رمئی ۲۰۱۶ء مطابق ۶رشعبان ۱۴۳۷ھ بروز ہفتہ سابقہ روایات کے مطابق ساڑھے سات بجے صبح سالانہ ختم نبوت کورس کے شرکاء ناشتہ سے فارغ ہوگئے۔ وضو اور تحیۃ المسجد وصلوٰۃ الحاجۃ پڑھنے کے بعد پونے آٹھ بجے حاضری کے لئے گھنٹی لگادی گئی۔ ساڑھے چارسو سے زائد رفقاء اس پہلے پیریڈ میں جمع تھے جو رات کو ہی تشریف لائے تھے۔ امسال وفاق المدارس کے سالانہ امتحان کے ختم ہونے سے قبل ہی بعض غیر وفاق ساتھی تشریف لائے۔ وفاق کا امتحان جمعرات قبل از دوپہر ختم ہوا۔ جمعرات شام تک ساتھیوں کی بھرپور آمد شروع ہوگئی۔ جمعہ کے دن وقفہ وقفہ سے وفود وقافلے شرکت سے سرفراز فرماتے رہے۔ جمعہ شام کو احتیاطاً کھانا زیادہ بنوالیا گیا تھا کہ رات بھر مہمانان رسول مقبول ﷺ کی آمد متوقع تھی۔ چنانچہ ایسے ہوا کہ چارسدہ سے ایک بڑی ہیوکوچ اور ایک بڑی ایئرکنڈیشنڈ ویگن پر قافلہ پہنچا۔ کراچی واندرون سندھ سے ایک قافلہ ایک سو اٹھائیس ساتھیوں کا ایک ٹرین سے فیصل آباد اترا، وہاں سے پھر ویگنوں کے ذریعہ چناب نگر مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی تشریف لائے۔ غرض جمعہ کا دن، اگلی رات ہفتہ کا دن اور اس سے اگلی رات جوق درجوق، قافلہ در قافلہ، کارواں در کارواں رفقاء کرام تشریف لاتے رہے۔ ہمیشہ سے معمول ہے کہ کورس کا دوروز داخلہ ہوتا ہے۔ اتوار شام کو داخلہ کے بند ہونے کا اعلان کردیا جاتا ہے۔ داخلہ کی بندش کے اعلان کے وقت آٹھ سو بیالیس رفقاء، علماء کرام، طلباء عظام اور مہمانان گرامی کا داخلہ ہوچکا تھا۔ اس کے باوجود اتوار وپیر کی درمیانی شب بہت سارے دوست آگئے۔ تاخیر سے آنے کی وجہ سے جن کے عذر معقول تھے ان میں سے آٹھ مزید ساتھیوں کو داخلہ دے کر آٹھ سو پچاس پر داخلہ بند کر دیا گیا۔ جن حضرات سے داخلہ کی معذرت کی گئی ایک تو ان کے عذرات ایسے نہ تھے جس کے باعث ان کے تاخیر سے آنے کو جواز کی سند ملتی۔ بعض دوستوں سے درخواست کی گئی کہ ہم اپنے اصول وضوابط کو تو نہیں توڑتے، البتہ آپ اگر چاہیں تو بغیر داخلہ کے تعلیم حاصل کرسکتے ہیں۔ رہائش، خوراک کی سہولت ادارہ آپ کو مہیا کرے گا۔ البتہ امتحان میں شرکت وسند وغیرہ سے معذرت ہوگی۔

غرض اللہ رب العزت نے کرم کیا کہ بعض پڑھنے کے شوقین بغیر داخلہ کے بھی شریک درس ہوئے۔ نمازوں کے بعد کالونی کے نمازی اور مہمان بھی شریک درس ہوتے۔ یوں کلاس کی کبھی کبھی ایک ہزار سے بھی حاضری متجاوز ہوجاتی۔

قارئین کی خدمت میں پہلے سے عرض کیا جاچکا اور وہ باخبر ہیں کہ مدرسہ کے جدید بیس کمرے پر مشتمل دومنزلہ بلاک کورس سے قبل تیار کرلیا گیا تھا۔ کھڑکیاں، دروازے، بجلی وغیرہ کا نظم مکمل ہوگیا تھا۔ ساتھیوں کو قدیم مدرسہ کی عمارت میں ٹھہرایا گیا۔ جب رش زیادہ ہوا تو حفظ کی چھ کلاسوں کو مدرسہ جدید کی عمارت کے چھ کمروں میں منتقل کیا گیا۔ یہی کمرے ان حفظ کے بچوں کی درسگاہیں اور رہائش گاہیں قرار پائیں۔

مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر کے وہ طلباء جو کورس میں شریک تھے یا جن کی خدمت کی ڈیوٹی لگی تھی وہ تمام کے تمام اساتذہ کے خالی مکانوں میں رہائش پذیر ہوئے۔ قدیم مدرسہ کی عمارت مہمانان گرامی سے پر ہوگئی تو باقی مہمانوں کو جدید عمارت میں ٹھہرانے کا بندوبست کیا گیا۔ وہ عمارت بھی بھر گئی تو مسجد کے دوسرے برآمدہ کو اور گردوقناتیں لگا کر رہائش کے لئے مختص کیا گیا۔ یوں اللہ رب العزت کے محض فضل وکرم واحسان سے جتنے مہمان آتے گئے ان کی رہائش کے لئے حق تعالیٰ شانہ بہتر سے بہتر سبیل پیدا فرماتے گئے۔ پہلے دن سے کھانے کے نظم کو مولانا محمد اسحق ساقی (بہاولپور)، مولانا محمد اقبال (ڈیرہ

دوسرے روز ہی شام کو عشاء کے متصل بعد تعلیم سے فارغ ہوتے ہی تقریروں کا نظم شروع کرادیا گیا تھا۔ پانچ پانچ طلباء کے گروپ بنائے گئے۔ یوں ایک سو ستر گروپ بنے۔ ہر روز ہر ساتھی دس منٹ بیان کرتا۔ قارئین! ذرا تصور فرمایئے گا کہ وسیع وعریض مسجد کے ہالوں میں ایک سو ستر خطیب بیک وقت رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت کے عنوان پر خراج تحسین پیش کررہے ہوں، اپنے جذبات ایمانی اور اپنے نور قلبی کے ساتھ محو گفتگو ہوں تو کیا منظر ہوتا ہوگا؟ بس یقین فرمایئے کہ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آسمانوں سے رب کریم کی رحمت کے فرشتے بھی جھک جھک قابل رشک نظاروں پر شاداں وفرحاں ہوتے ہوں گے۔

غازیخان) اور پھر کچھ دنوں بعد مولانا محمد خبیب (ٹوبہ ٹیک سنگھ) نے سنبھالا۔ ان حضرات نے اس گرمی کے موسم میں ایثار وقربانی کی مثال قائم کردی۔ حسب سابق سالن پکانے کے لئے جھنگ سے اور روٹیاں لگانے کے لئے مولانا سیف اللہ خالد ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ امدادیہ نے اہتمام کیا۔ مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر کے مطبخ کا پورا عملہ بھی چاک وچوبند دستہ کی طرح شریک عمل ہوا۔ گیس وبجلی کی وقفہ وقفہ سے بندش کے باوجود کبھی بھی کھانے میں پریشان کن تاخیر یا تعطیل نہیں ہوئی۔ ساڑھے آٹھ سو شرکاء کورس، مدرسہ کے حفظ کے بچوں کی چھ کلاسیں، عملہ، مہمانان گرامی محتاط انداز کے مطابق بارہ صد افراد کا دو وقت کا کھانا وناشتہ ہر روز تیار ہوتا تھا۔ مسلسل بائیس دن اتنا بڑا اہتمام پھر کلاسوں کی تسلسل سے تعلیم گویا بائیس روزہ عظیم الشان کانفرنس کی رونق اور سماں، دن رات کا یہ ایمان پرور منظر اور پھر تمام امور کا وقت پر پورا ہو جانا یہ صرف اور صرف پروردگار عالم کے محض فضل وکرم کا صدقہ ہے اور کسی کی اس میں قابلیت نہیں۔

اب اتنی بڑی تعداد کو ایک ساتھ بٹھا کر اکٹھے ایک زرم میں کھانا کھلانے کے لئے کوئی جگہ بھی کافی نہ ہوتی تھی۔ مطبخ کا ہال، دارالقرآن کے ہال، مدرسہ کی عمارت کے تمام برآمدوں میں دسترخوان لگائے جاتے تھے۔ پھر بھی مہمان پورے نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے مدرسہ کے لان کے درختوں کی چھنگائی کر کے مدرسہ کے لان کے نصف حصہ پر اڑھائی سو فٹ لمبے اور بہتر فٹ چوڑے سائبان لگائے گئے۔ اس کے ساتھ مدرسہ کے نئے برآمدہ کو شامل کیا گیا۔ یوں جا کر اتنے دسترخوانوں کے لئے جگہ کا اہتمام ہوگیا کہ ایک ساتھ پورے رفقاء بیٹھ کر آرام وسکون سے کھانا تناول فرماسکیں۔ مدرسہ کے حفظ کے اساتذہ نے باری باری اپنی اپنی کلاسوں کو کھانا کھلانے کی خدمت پر لگایا۔ دسترخوان پر کھانا پہلے چن دیا جاتا۔ تمام رفقاء وقار سے ایک ساتھ آ کر بیٹھ جاتے اور یوں کھانا کھلانے، چائے پلانے، ناشتہ کرانے، قہوہ پیش کرنے کا عمل آدھ سے پون گھنٹہ کے درمیان مکمل ہوجاتا۔ یہ نظم اس عمدگی سے پورا ہوتا رہا جو محض فضل ایزدی ہی ہے۔

صبح آٹھ بجے سے بارہ بجے تک کلاس لگتی۔ درمیان میں پندرہ منٹ کا وقفہ ہوتا۔ پھر ظہر سے عصر تک اور پھر عشاء کے بعد ایک گھنٹہ گویا قریباً آٹھ گھنٹے یومیہ پڑھائی ہوتی۔ رفقاء اپنے طور پر جو تیاری یا مطالعہ کرتے وہ اس کے علاوہ ہے۔ دوسرے روز ہی شام کو عشاء کے متصل بعد تعلیم سے فارغ ہوتے ہی تقریروں کا نظم شروع کرادیا گیا تھا۔ پانچ پانچ طلباء کے گروپ بنائے گئے۔ یوں ایک سو ستر گروپ بنے۔ ہر روز ہر ساتھی دس منٹ بیان کرتا۔ قارئین! ذرا تصور فرمایئے گا کہ وسیع وعریض مسجد کے ہالوں میں ایک سو ستر خطیب بیک وقت رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت کے عنوان پر خراج تحسین پیش کررہے ہوں، اپنے جذبات ایمانی اور اپنے نور قلبی کے ساتھ محو گفتگو ہوں تو کیا منظر ہوتا ہوگا؟ بس یقین فرمایئے کہ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آسمانوں سے رب کریم کی رحمت کے فرشتے بھی جھک جھک قابل رشک نظاروں پر شاداں وفرحاں ہوتے ہوں گے۔ مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا رضوان عزیز، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا فقیر اللہ اختر اور دوسرے رفقاء نے اس نظم کو سنبھالنے میں قابل رشک محنت کی۔

یاران طریقت! اس گرمی کے موسم میں دوپہر ٹھیک بارہ بجے ایک کپڑے کے سائبان نے کتنی گرمی روکی ہے؟ اس تپتے ماحول میں رفقاء کے بیٹھ کر کھانا کھانے کا عمل کتنا صبر آزما ہوگا؟ تمام شرکاء ڈھیروں شکریہ کے مستحق ہیں کہ کسی ایک نے بھی اف نہیں کی۔ بس ان کے قابل قدر ایثار پر اللہ تعالیٰ نے یہ انعام دیا کہ وقفہ وقفہ سے دو تین بار بارش ہوگئی۔ گرمی، ٹھنڈک، خنکی، تپش کے ماحول میں یوں وقت گزر گیا کہ کانوں کان کسی کو گویا خبر بھی نہ ہوئی۔ ہمہ وقت ٹھنڈے پانی کے کولر اور مشین برابر روبہ عمل رہے۔ ناشتہ میں چائے، شام کے کھانا کے بعد قہوہ بھی چلتے رہے۔ ہفتہ میں ایک بار حلوہ کا ناشتہ اور ایک بار بریانی پکتی رہی۔ صبح کو عموماً سبزی گوشت، شام کو دال گوشت چلتے رہے۔ غرض مجلس کے ساتھیوں نے مہمانان گرامی کے لئے حددرجہ اکرام کو سامنے رکھا۔ شرکاء کورس ساتھیوں نے بھی محبتوں سے سرفراز کیا کہ پورے کورس کے دوران کوئی پریشانی کھڑی نہیں کی۔ بس جس جس کو اس کار خیر میں جتنی سعادت حاصل ہوئی، محض اور محض، صرف اور صرف توفیق ایزدی ہی ہے اور بس۔ اللہ کافی اور بس۔ باقی ہوس۔

قارئین گرامی! حسب سابق امسال بھی ہر ہفتہ کے روز امتحان ہوئے۔ ہفتہ بھر میں جو پڑھا تو اگلے ہفتہ کے روز اس کا پرچہ ہوگیا۔ یوں تین امتحان ہوئے۔ پورا نصاب پڑھایا گیا اور تحریری امتحان لیا گیا۔ تینوں پرچوں کے نمبرات جمع کر کے نتیجہ مرتب کیا گیا۔ اسی طرح تقریروں کے بھی مقابلے ہوئے۔ ان کا بھی نتیجہ مرتب کیا گیا۔

تحریری امتحان میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کے نام

اوّل: عبدالواجد بن شیخ عبدالمجید، کراچی

دوم: رشید احمد بن مولانا عبدالہادی، صوابی

سوم: محمد شعیب بن محمد ناصر، چنیوٹ

تقریری مقابلہ میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کے نام

اوّل: محمد سفیان بن قاری عبدالحمید، سرگودھا

دوم: عبدالسلام بن محمد فاروق، ٹوبہ ٹیک سنگھ

سوم: عبدالرحمن بن توحید احمد، سیالکوٹ

مقابلہ میں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو کتابوں کا سیٹ انعام میں پیش کیا گیا۔

برادران دینی! آپ کو خوب معلوم ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے کورس کے شرکاء کو منتخب کتابوں کا سیٹ پیش کرتی ہے۔ ہر سال ہر ساتھی دو، اڑھائی ہزار روپے کی کتابیں لے کر جاتے ہیں۔ اس سال اعلان کیا تھا کہ تمام ساتھیوں کو پانچ پانچ ہزار روپے کی کتابیں یعنی ہر سال کی نسبت اس سال دگنا کتب دی جائیں گی۔ اللہ رب العزت کے کرم کے معاملہ کو دیکھیں کہ امسال ساڑھے آٹھ صد رفقاء کا داخلہ تھا۔ امتحان میں شرکت کرنے والے آٹھ صد تھے۔ ان آٹھ صد رفقاء کو کتابیں دینا تھیں۔ جو کسی بھی عذر کی وجہ سے امتحان میں شریک نہ ہوسکیں وہ سند، وظیفہ اور کتب کے مستحق نہیں ہوتے۔ آٹھ صد رفقاء نے امتحان دیا۔ امتحان مسجد کے محراب سے نئے تعمیر شدہ ہال کی آخری صف تک، آٹھ سو رفقاء کے امتحان دینے کا منظر سامنے رکھیں۔ تینوں امتحانوں کے نگران اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن ثانی اور مولانا غلام رسول دین پوری تھے۔ امتحانوں کے وقت موجودہ تمام مدرسین، درجہ کتب، حفظ اور مبلغین بھی امتحان کی نگرانی میں شریک عمل رہے۔ فالحمدللہ!

انہیں حضرات کی سربراہی میں نتائج مرتب ہوئے۔ اب آیئے فی ساتھی پانچ ہزار کی کتابیں دینا ہیں، تو آٹھ صد حضرات کے لئے فقط کتابوں کی مد میں اتنا اہتمام کرنا ذرا خیال فرمایئے کہ اللہ رب العزت نے کس طرح مجلس کے ساتھ ہمیشہ کی طرح خیر کا معاملہ فرمایا کہ ملتان کے ایک مکتبہ نے ۲۳ کارٹن کتب، کراچی کے ایک مکتبہ نے بائیس کارٹن کتب، لاہور کے ایک مکتبہ نے تین کارٹن کتب اور گوجرانوالہ کے ایک بزرگ اہل علم نے ایک ویگن کتابوں کی بھری ہوئی ان مہمانوں کے لئے چناب نگر بھجوادی۔ ادھر دفتر مرکزیہ ملتان سے تقریباً اسی کارٹن کتب ٹرک کے ذریعہ چناب نگر پہنچائی گئیں۔ مجلس کی تازہ کتاب ''چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ'' کا تین جلدوں پر مشتمل سیٹ جو پونے سترہ صد صفحات پر مشتمل تھا، کتاب ''ایک ہفتہ حضرت شیخ الہند کے دیس میں''، کتاب ''قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے''، ''احتساب قادیانیت'' کی سات سات جلدیں، ''قادیانی شبہات کے جوابات'' تین جلدیں ہر شریک کورس کلاس کے ہر ساتھی کو دی گئیں۔ مجلس کو عطیہ میں ملنے والے کتب اور مجلس کی اپنی مطبوعہ کتب کا ہر سیٹ بیس کتب پر مشتمل ہوگیا۔ جن کی عام بازاری قیمت کسی بھی طرح وعدہ کردہ قیمت سے کم نہ تھی۔ فالحمدللہ! یوں ایک ہی دن میں ملک بھر میں چھوٹی آٹھ صد لائبریریوں کا قدرت نے اہتمام فرمادیا۔

قارئین! اب اتنی کتابوں کے بنڈل کے لئے پلاسٹک کے شاپر متحمل نہ تھے۔ پلاسٹک کی چھوٹی بوری میں بند کرنے پر طبیعت نہ مانتی تھی۔ حضرت مولانا سید خبیب احمد شاہ صاحب نے اس مشکل کا حل یہ نکالا کہ پرنٹ شدہ گتہ کے کتابوں کے سائز کے مطابق آٹھ صد کارٹن تیار کرادیئے۔ یوں ڈبہ پیک عمدہ گفٹ کتب ہر ساتھی کے لئے تیار ہوگیا۔

مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا رضوان عزیز چناب نگر، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یارخان، مولانا عزیز الرحمن ثانی لاہور، مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ کے مستقل باری باری اسباق چلتے رہے۔ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا محمد انور اوکاڑوی، قاضی محمد ابراہیم ثاقب اٹک، مولانا محمد احمد، مولانا محمد شاہد ندیم چناب نگر، مولانا عبدالماجد منڈی بہاؤالدین، مولانا فضل محمد فیصل آباد، جناب محمد متین خالد لاہور کے ایک ایک لیکچر مختلف اوقات میں ہوئے۔ علاوہ ازیں ماموں کانجن سے مولانا قاری عطاء اللہ اپنے رفقاء کے ساتھ، فیصل آباد سے مولانا غلام محمد، گوجرانوالہ سے مولانا سیف الرحمن قاسم، چارسدہ سے جناب الحاج عبدالرحمن بمع رفقاء، کراچی سے مولانا عبدالحی مطمئن، حافظ محمد کلیم اللہ نعمان اور دیگر حضرات کورس کے دوران تشریف لاکر حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ یوں اللہ رب العزت نے فضل وکرم کا معاملہ فرمایا کہ بائیس روزہ کورس پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

کورس کی اختتامی تقریب ۳ رجون ۲۰۱۶ء قبل از جمعہ منعقد ہوئی۔ اجلاس کی غرض وغایت مولانا قاضی احسان احمد نے بیان کی۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی زیرصدارت تقریب سعید منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا تھے۔ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا منیر احمد منور، مولانا سیف اللہ خالد، مولانا قاری عبدالحمید، الحاج عبدالرحمن چارسدہ، حافظ عبدالسلام (ماموں کانجن)، مولانا پیر محمد صفدر، مولانا پیر محمد عابد جملہ مدرسین کتب وحفظ، جملہ موجود مبلغین اور دیگر حضرات نے اپنے ہاتھوں شرکاء کو اسناد اور کتب کا سیٹ پیش کیا۔ یوں جمعہ سے قبل یہ تقریب پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ خطبہ جمعہ وامامت مولانا غلام رسول دین پوری نے فرمائی۔ والحمدللہ علیٰ ذالک!

☆☆..................☆☆

چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ کا مقدمہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

اللہ رب العزت کی عنایت کردہ توفیق کے ساتھ راقم اس دنیا سے رخصت ہونے والے حضرات کے تعارف پر کچھ نہ کچھ لکھتا رہا ہے۔ اس کے دو مجموعے شائع بھی ہوچکے ہیں:

۱......فراق یاراں۔

۲......یاد دلبراں۔ مزید یہ کہ:

۳......’’تذکرہ مجاہدین ختم نبوت‘‘ میں بہت سارے حضرات پر بہت کچھ جمع ہوگیا ہے۔

۴......’’حضرت شیخ الہند کے دیس میں‘‘ قریباً بیس تیس حضرات کا مفصل تذکرہ آ گیا ہے۔

۵......احتساب قادیانیت کی ساٹھ جلدوں میں ساڑھے تین صد حضرات سے زیادہ حضرات کے رسائل وکتب جمع ہوئے تو ابتداء میں ’’عرض مرتب‘‘ کے عنوان پر ان مصنفین حضرات کا تھوڑا یا زیادہ تذکرہ شائع ہوا۔

پھر یہ کہ ان پانچوں محولہ بالا مقامات میں حتی الامکان نئی نئی باتیں آئیں۔ مثلاً حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کا ان پانچوں مراجع میں ذکر ہے، لیکن ضرورت کے تحت نئی باتیں آئیں، یوں پانچوں جگہ عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق ان کی خدمات کا تذکرہ شامل ہوا، لیکن مختلف جہات سے، بالکل علیحدہ علیحدہ!

خیال ہوا کہ ان پانچوں مراجع کو سامنے رکھ کر تکرار حذف کرنے کے بعد تمام وہ حضرات جن کا کسی بھی طرح عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالہ سے تذکرہ ضروری ہے، اس کو جمع کردیا جائے تو ان پانچوں جگہوں میں کہیں دو صفحے، کہیں چار یا پانچ، اگر ایک جگہ تذکرہ ہوجائے تو یوں ان حضرات پر کئی کئی صفحات کے مقالہ جات بن جائیں گے۔

اس دوران میں ہمارے علمی بزرگ اور کثیر المطالعہ شخصیت، مخدوم گرامی حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب سابق سینیٹر جمعیۃ علماء اسلام بنوں نے فرمایا کہ جس طرح ’’ایک ہفتہ شیخ الہند کے دیس میں‘‘ نامی کتاب میں بہت سارے اکابر کا تذکرہ آ گیا ہے، اسی طرح ایک جگہ اگر مجلس تحفظ ختم نبوت کے امراء، نظماء، صدر المبلغین، اراکین شوریٰ اور مبلغین کرام کا تذکرہ بھی شائع ہوجائے تو بہت مفید بات ہوگی۔ ان تمام تجاویز کو سامنے رکھ کر اللہ رب العزت کا نام لے کر اس منصوبہ پر کام شروع کردیا گیا۔ بہت سارے حضرات کے حالات جمع ہوگئے۔ بعض کے تفصیلی اور بعض کے اجمالی، تفصیلی تو بیس بیس صفحات کے مقالات بھی بن گئے اور اجمالی تذکرے چند سطروں پر مشتمل ہیں۔ لیکن اس کا فائدہ یہ ہوا کہ سینکڑوں حضرات جنہوں نے برصغیر پاک وہند میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کیا، ان کے کچھ نہ کچھ حالات جمع ہوگئے۔ اللہ رب العزت کا کرم ہے کہ تین جلدوں کا مواد جمع ہوگیا ہے، لیکن وہ تمام حضرات جنہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خدمات سرانجام دیں، ان سب کا احاطہ تو پھر بھی ممکن نہیں تھا، تاہم جتنا ہوگیا غنیمت ہے۔ اس میں شیعہ، سنی، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث کی تقسیم وتفریق، سیاسی غیرسیاسی، کانگریسی مسلم لیگی کا امتیاز، مسٹر اور ملا کے فرق کے بغیر جس نے ختم نبوت کے لئے جو خدمت سرانجام دی ان کے تھوڑے یا زیادہ حالات جمع ہوگئے ہیں۔

یہ خیال رہے کہ جو حضرات اس دنیا سے رخصت ہوگئے ان کے حالات جمع کئے ہیں۔ جو حضرات زندہ سلامت باکرامت ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دین ودنیا کی بہترین صحت وسلامتی کے ساتھ مزید زندہ رکھیں، ان کے حالات کو جمع کرنا آنے والی نسلوں کے ذمہ رکھ چھوڑا ہے۔ ماہنامہ لولاک ملتان اور دوسرے رسائل میں التماس کی گئی کہ: ’’اس سلسلہ میں جس کے پاس جو ہے بھجوادیا جائے یا مطلع کیا جائے تاکہ ایک جامع چیز مرتب ہوجائے، ورنہ چھپنے کے بعد تو ہر ایک نے تبصرہ کرنا ہے کہ فلاں کے حالات رہ گئے، فلاں کا ذکر نہیں تو براہ کرم ابھی سے جو معاونت ورہنمائی فرمائی جاسکتی ہو فقیر سراپا انتظار ہوگا۔ امید ہے کہ فوری توجہ فرمائی جائے گی۔ ختم نبوت کے تحفظ کے کام میں جس کا جتنا حصہ ہے اس کا ذکر آنا چاہئے۔ ویسے آپ نے پڑھا بھی ہوگا کہ ’’صالحین کے ذکر خیر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔‘‘ اللہ تعالیٰ توفیق رفیق فرمائیں۔ آمین!‘‘

اس اعلان پر بعض دوستوں نے کچھ بھجوایا جو شامل کردیا گیا۔ مولانا قاری محمد عبداللہ بنوں اس کتاب کے محرک بنے۔ مولانا سید محمد عبداللہ معتصم اور مولانا محمد وسیم اسلم نے بہت قلمی وعملی تعاون فرمایا اور

مولانا حافظ محمد انس صاحب مشوروں سے ممنون فرماتے رہے۔ ان سب کا شکریہ۔ اس کتاب میں جو خوبی ہے وہ اللہ رب العزت کے کرم کا صدقہ ہے، جو کمی کوتاہی ہے وہ فقیر کی ہے۔ اس پر پیشگی معذرت۔

ہاں! البتہ ایک وضاحت ضروری ہے کہ رد قادیانیت پر تحریری خدمات کے سلسلہ میں بعض قادیانیوں یا مسیحیوں کا تذکرہ بھی آپ کو ملے گا جو بظاہر کتاب کے نام سے میل نہیں رکھتا۔ لیکن دیکھا جائے تو زیب چمنستان کے لئے جہاں گلہائے رنگا رنگ ضروری ہیں وہاں ان گلوں کی حفاظت کے لئے پتے وخار بھی ضروری ہوتے ہیں تو اسی طرح کا معاملہ یہاں سمجھ لیں۔ ☆☆☆

ضروریات زندگی میں اسراف اور کشادگی میں فرق!

ضروریات زندگی میں اسراف اور کشادگی (فراخ دلی) میں فرق کس طرح کیا جائے؟

بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خلجان رہتا ہے کہ شریعت میں ایک طرف تو فضول خرچی اور اسراف کی ممانعت آئی ہے اور دوسری طرف یہ حکم دیا جارہا ہے کہ گھر کے خرچ میں تنگی مت کرو، بلکہ کشادگی سے کام لو، اب سوال یہ ہے کہ دونوں میں حد فاصل کیا ہے؟ کونسا خرچہ اسراف میں داخل ہے اور کونسا خرچہ اسراف میں داخل نہیں؟ اس خلجان کے جواب میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے گھر کے بارے میں فرمایا کہ ایک گھر وہ ہوتا ہے جو قابل رہائش ہو، مثلاً جھونپڑی ڈال دی یا چھپر ڈال دیا اس میں بھی آدمی رہائش اختیار کرسکتا ہے، یہ تو پہلا درجہ ہے، جو بالکل جائز ہے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ رہائش بھی ہو اور ساتھ میں آسائش بھی ہو، مثلاً پختہ مکان ہے، جس میں انسان آرام کے ساتھ رہ سکتا ہے، اور گھر میں آسائش کے لئے کوئی کام کیا جائے تو اس کی ممانعت نہیں ہے، اور یہ بھی اسراف میں داخل نہیں، مثلاً ایک شخص ہے وہ جھونپڑی میں بھی زندگی بسر کرسکتا ہے اور دوسرا شخص جھونپڑی میں نہیں رہ سکتا، اس کو تو رہنے کے لئے پختہ مکان چاہیے، اور پھر اس مکان میں بھی اس کو پنکھا اور بجلی چاہئے، اب اگر وہ شخص اپنے گھر میں پنکھا اور بجلی اس لئے لگاتا ہے تاکہ اس کو آرام حاصل ہو تو یہ اسراف میں داخل نہیں۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ مکان میں آسائش کے ساتھ آرائش بھی ہو، مثلاً ایک شخص کا پختہ مکان بنا ہوا ہے، پلاستر کیا ہوا ہے، بجلی بھی ہے، پنکھا بھی ہے، لیکن اس مکان پر رنگ نہیں کیا ہوا ہے، اب ظاہر ہے کہ رہائش تو ایسے مکان میں بھی ہوسکتی ہے، لیکن رنگ وروغن کے بغیر آرائش نہیں ہوسکتی، اب اگر کوئی شخص آرائش کے حصول کے لئے مکان پر رنگ وروغن کرائے تو شرعاً وہ بھی جائز ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ رہائش جائز، آسائش جائز، آرائش جائز اور آرائش کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی انسان اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے کوئی کام کرلے تاکہ دیکھنے میں اچھا معلوم ہو، دیکھ کر دل خوش ہوجائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، شرعاً یہ بھی جائز ہے۔

اس کے بعد چوتھا درجہ ہے ''نمائش'' اب جو کام کررہا ہے اس سے نہ تو آرام مقصود ہے، نہ آرائش مقصود ہے بلکہ اس کام کا مقصد صرف یہ ہے کہ لوگ مجھے بڑا دولت مند سمجھیں اور لوگ یہ سمجھیں کہ اس کے پاس بہت پیسا ہے اور اس کے ذریعہ دوسروں پر اپنی فوقیت جتاؤں اور اپنے آپ کو بلند ظاہر کروں، یہ سب ''نمائش'' کے اندر داخل ہے اور یہ شرعاً ناجائز ہے اور اسراف میں داخل ہے۔

یہی چار درجات لباس اور کھانے میں بھی ہیں، بلکہ ہر چیز میں ہیں، ایک شخص اچھا اور قیمتی کپڑا اس لئے پہنتا ہے تاکہ مجھے آرام ملے اور تاکہ مجھے اچھا لگے اور میرے گھر والوں کو اچھا لگے، اور ملنے جلنے والے اس کو دیکھ کر خوش ہوں، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اگر کوئی شخص اچھا اور قیمتی لباس اس نیت سے پہنتا ہے تاکہ مجھے دولت مند سمجھا جائے، مجھے بہت پیسے والا سمجھا جائے اور میرا بڑا مقام سمجھا جائے تو یہ نمائش ہے اور ممنوع ہے، اسی لئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسراف کے بارے میں ایک واضح حد فاصل کھینچ دی کہ اگر ضرورت پوری کرنے کے لئے خرچ کیا جارہا ہے یا آسائش کے حصول کے لئے یا اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے یا آرائش کی خاطر کوئی خرچہ کیا جارہا ہے وہ اسراف میں داخل نہیں۔ میں ایک مرتبہ کسی دوسرے شہر میں تھا اور واپس کراچی آناتھا، گرمی کا موسم تھا، میں نے ایک صاحب سے کہا کہ ایئر کنڈیشن کوچ میں میرا ٹکٹ بک کرادو اور میں نے ان کو پیسے دے دیے۔ ایک دوسرے صاحب پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے فوراً کہا کہ صاحب! یہ تو آپ اسراف کررہے ہیں اس لئے کہ ایئر کنڈیشن کوچ میں سفر کرنا تو اسراف میں داخل ہے۔ بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اگر اوپر کے درجے میں سفر کرلیا تو یہ اسراف میں داخل ہے، خوب سمجھ لیجئے! اگر اوپر کے درجے میں سفر کرنے کا مقصد راحت حاصل کرنا ہے، مثلاً گرمی کا موسم ہے، گرمی برداشت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ نے پیسے دیئے ہیں تو پھر اس درجے میں سفر کرنا کوئی گناہ اور اسراف نہیں ہے، لیکن اگر اوپر کے درجے میں سفر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب میں ایئر کنڈیشن کوچ میں سفر کروں گا تو لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ بڑا دولت مند آدمی ہے، پھر وہ اسراف اور ناجائز ہے اور نمائش میں داخل ہے، یہی تفصیل کپڑے اور کھانے میں بھی ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

رمضان کے بعد

پھر وہی زندگی ہماری ہے

ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ

رمضان شریف آیا اور چلا گیا، پھر وہی ہم ہیں، پھر وہی مشاغل، پھر وہی نفس وشیطان ہیں اور پھر وہی حالات زندگی:

پھر اسی بے وفا پہ مرتے ہیں
پھر وہی زندگی ہماری ہے

رمضان شریف کے متعلق کتنی فضیلتیں سنیں، کچھ اثر بھی محسوس کرتے ہو اور کچھ ان کا حق ادا کرنے کی توفیق بھی ہوئی! کچھ نہیں محسوس ہوتا! ہم جو عبادات وطاعات میں مشغول رہے ان کا کیا اجر ملا، ہمارے ایمان وروح میں کس قدر ترقی ہوئی، اللہ تعالیٰ کی کس قدر رضا نصیب ہوئی؟ کچھ محسوس نہیں ہوتا تو دیکھئے پہلے یہاں سے شروع کیجئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ان ہزاروں احسانات واکرامات کا شکریہ ادا کریں جن کو محسوس کرتے ہیں اور جن سے ہر وقت کا واسطہ ہے اور عادات ڈالیں ان نعمتوں کی قدر دانی کی۔ جب قدر کریں گے تو قلب اور روح میں صحیح صلاحیتیں پیدا ہوں گی، قابلیت پیدا ہوگی۔ اللہ میاں نے فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے اور روزہ داروں کو صلہ میں دوں گا، ہمیں آپ کو کیا معلوم کہ کن کن عنوانات سے اور کس قدر انعامات عطا ہورہے ہیں، ہمارے اللہ میاں ایسے ہی مربی، ایسے ہی رحیم وکریم ہیں، ان کی رحمتیں اور بے بہا نعمتیں ہمارے احساسات سے بالاتر ہیں کیونکہ یہ سب روحانی و ایمانی ہیں لیکن جو کچھ انعامات محسوسات میں سامنے ہیں ان کو ذرا مستحضر کرلیں اور شکر ادا کریں۔

اللہ میاں نے جب فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے تو معلوم ہوا کہ یہیں سے شفقت کا معاملہ شروع ہوا۔ اب تمہیں پاک وصاف ہوجانے کا موقع عطا فرمایا جارہا ہے، اس لئے کہ ناپاکی کے ساتھ نہ اللہ میاں سے تعلق ہوسکتا ہے اور نہ ان کے احسانات کا ادراک ہوسکتا ہے، تمہارے ہی نفع کے لئے اللہ میاں نے ذرا تیور بدل کر فرمایا کہ دیکھو اگر تم نے اس ماہ میں اپنے گناہ معاف نہ کروالئے تو برباد ہوجاؤ گے، اللہ میاں کا یہ تیور کام آ گیا، بندے ڈر گئے اور لالچ میں بھی آ گئے اور عرض کرنے لگے: یااللہ! ہماری ساری زندگی کے گناہ معاف فرمادیجئے، ہم نہ جانے کہاں کہاں ملوث رہے اور نہ جانے کتنی لغویات اور معصیتوں میں اپنے دن گندگی میں گزار لئے، ہم نے شرافت کے احساسات مٹالئے اور اپنا احساس بندگی ہی کھو بیٹھے، لیکن اب جبکہ ندامت کا احساس ہوا تو توبہ واستغفار کی توفیق ہوئی، چونکہ ندامت اور خلوص دل سے توبہ کرلی تو اللہ میاں نے اپنے وعدے کے مطابق معاف فرمادیا۔ اب قلب صاف ہوگیا اور ہم متقی اور پرہیزگار ہوگئے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ ہم تم کو دس دنوں تک مورد رحمت بنائیں گے۔ کون سی رحمت جس کو اللہ میاں چاہتے ہیں کہ تمہارے لئے ہو اور جس کی تم کو ضرورت ہے، پھر دس دنوں تک مورد مغفرت بنائیں گے اور اگر پھر بھی اندیشہ ہو تو دس دن ہم ایسے رکھیں گے کہ پروانۂ نجات دے دیں گے۔

اب تو دوزخ سے چھٹی ہوگئی اور ایسے پاک وصاف ہوگئے کہ نفسِ بشریت کے جتنے فاسق مادے تھے سب دور ہوگئے، لا الٰہ الا اللہ، یہ انعامات کس کو مل رہے ہیں؟ روزہ دار مومنین کو، کون مومنین؟ جو ان کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، ارے وہ محبوب نبی جن کو اللہ جل شانہ نے اپنی صفات کا مظہر بنایا۔ خود بھی رؤف رحیم اور رحمۃ للعالمین اور آپ کو بھی رؤف رحیم اور رحمت للعالمین بنایا، آپ ہی کی دل جوئی آپ ہی کی خاطر یہ سب انعامات مومنین کو عطا فرمائے، اسی محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو عالم ناز میں آ کر اپنے رب سے کہتے ہیں کہ میں تو راضی نہ ہوں گا جب تک میں اپنی مراد نہ پالوں اور جب تک اپنے امتیوں کے لئے تمام مغفرت کا سامان نہ کرالوں تو اللہ میاں فرماتے ہیں: اچھا ہم ایسا انعام دیں گے جو آپ کے امتیوں کے قیاس اور وہم وگمان میں بھی نہ آ سکے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے تو اس ماہ مبارک میں ہم کو اپنا ہی بنالینے کے لئے بہت سے ذرائع بھی عطا فرمائے اور ایسی عبادات وطاعت کی توفیق دی جس میں انہیں کی رضا جوئی پیش نظر تھی، چنانچہ روزہ داروں کی ساری رات عبادت میں گزر جاتی ہے، افطار سے پہلے ہی ہر مسلمان دنیا کے مشاغل سے فارغ ہوکر عبادات کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے، چنانچہ روزہ افطار کے بعد نماز مغرب میں نوافل ادا کیے، اس کے بعد کھانا کھایا، پھر تراویح سے فارغ ہوتے ہوتے کافی وقت گزر گیا اور دیر سے سونے کا وقت ملا۔ اس کے بعد جب سحری کے لئے بیدار ہوئے تو اس وقت نوافل تہجد، تسبیحات اور فراغت قلب کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعائیں ومناجاتیں نماز فجر تک جاری رہیں، نماز فجر باجماعت ادا ہوئی، پھر دن میں بھی اشراق وچاشت کی نمازیں، کلام پاک

کی تلاوت، اذکار و اوراد میں مشغولیت اور اس کے علاوہ دنیوی مشاغل میں ہر وقت ذکر اللہ اور پاکیزگی کا اہتمام رہا، یہ سب باتیں تعلق مع اللہ ہی تو پیدا کرنے والی ہیں، اگر ان سب کا خلاصہ نکالئے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ مبارک میں ہم کو کتنا زیادہ کلام اللہ سننے اور پڑھنے کا موقع ملا جو ایک معنی میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہی کی سعادت ہے پھر اور دنوں کے مقابلے میں اس ماہ مبارک میں زیادہ وقت دعاؤں اور مناجاتوں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے، ان سب باتوں کا حاصل الحمدللہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان سب خصوصیات کی توفیق عطا فرمائی تو قبول بھی فرمالیا اور یہی ہماری عبادات کی غایت تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسے عنوانات عطا فرما کر ہم کو اپنا ہی بنالیا۔

روزہ داروں کے لئے اعلان ہو رہا ہے کہ جنت سجائی جارہی ہے، مہکائی جارہی ہے، کیوں؟ ہمت افزائی کے لئے، ایمان افروزی کے لئے، اپنے تعلق خاص کے لئے، اس کے علاوہ کیا کرم چاہتے ہو؟ اللہ میاں فرماتے ہیں کہ ہمارے فرشتے جو ہمہ وقت تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے ہیں ان کو حکم ہوتا ہے کہ ابھی اپنی اس عبادت سے رک جاؤ اور ہمارے بندوں کے لئے جو روزہ دار ہیں دعائے مغفرت کرو اور جو دعائیں بندے مانگیں اس پر آمین کہو، ارے کتنا بڑا احسان ہے، کوئی کیا اندازہ کرسکتا ہے، اللہ میاں فرماتے ہیں کہ نادانو! تمہیں کیا معلوم ہم نے تمہیں کیا دے دیا؟ صفات ملکوتی تمہیں دیئے گئے ہیں اور فرشتوں کو روزہ رکھوا کر یعنی ان کی غذا تسبیح و تہلیل سے رکوا کر تمہارے لئے دعائیں کروائیں، اس ماہ مبارک میں اللہ میاں نے وہ دولت لازوال دے دی کہ اندازہ ہی مشکل ہے، جنتوں میں بھی وہ بات نہیں جو اس عالم امکان میں عطا فرمائی یعنی اپنا کلام پاک نازل فرمایا، یہ ایسا آخری انعام ہے کہ آج تک مخلوقات پر کبھی عطا نہ ہوا تھا جو انسان کو انسان بنادے، شرافت نفس پیدا کردے اور اشرف المخلوقات کے مرتبہ پر فائز کردے اور پھر اسی کلام پاک میں ایک آیت ہے جو ہر چیز پر حاوی و بھاری ہے:

”الیوم اکملت لکم دینکم
واتممت علیکم نعمتی ورضیت
لکم الاسلام دینا۔“ (المائدہ)

ترجمہ: ”آج میں نے تمہارا دین
تمہارے لئے کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت
پوری کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو
پسند کیا۔“

تو اس سے بڑا انعام اور کیا ہوگا جو سراپا نور ہو اور جو اس سے تعلق رکھنے والوں کو نور علیٰ نور بنادے، ہم نے تو اپنی سمجھ کے مطابق یوں تو ایک عمل تلاوت کلام اللہ کیا مگر نقوش کی زیارت سے آنکھیں منور ہوگئیں، کانوں نے سنا تو سماعت میں نور پیدا ہوگیا، زبان سے الفاظ ادا کئے تو زبان میں نور پیدا ہوگیا، قدر کرو اور شکر ادا کرو ایک عمل میں تین انعامات ملے۔ یہ کلام اللہ، عالم کائنات میں اللہ تعالیٰ کی ابدی وسرمدی نعمت لازوال غیر مترقبہ ہے۔

تیس دن تک اللہ میاں نے مسلسل تم کو تراویح میں اپنا کلام سنوایا، اپنے جنت کے لئے وعدے تازے فرمائے، دوزخ کے عذاب سے ڈرایا اور اس سے باز رہنے کی ہدایت کی۔ اس سے بڑی بات اور کیا چاہئے کہ تیس دن تک احکم الحاکمین سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا رہا، دور سے نہیں بالکل قریب سے، اتنا قریب بلالیا کہ تمام عمر مجاہدے کرتے رہتے تب بھی اتنا قریب نہیں آسکتے تھے بغیر استحقاق کے روزانہ زائد بیس رکعت نماز تراویح کے ذریعہ سے چالیس مقامات قرب مزید عطا فرمادیئے، ہر سجدہ مقام قرب ہی تو ہوتا ہے، اس طرح کہ ہر دوسرا سجدہ مقام اعلیٰ پر ہوتا ہے، اس طرح مقام قرب میں پیہم ترقی عطا فرمائی، یہ سب علامات تعلق مع اللہ ہیں۔

اس ماہ مبارک میں پھر اللہ تعالیٰ نے ایک نعمت لیلۃ القدر عطا فرمائی، کیا ہم لوگوں کے وہم وگمان میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنے روزہ دار بندوں کو کیا کیا انعامات عطا فرمانے والے ہیں، نہ فرشتوں کے نہ نبیوں کے کسی کے گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا اور نہ ہی کوئی تمنا کرسکتا تھا، یہ وہی لیلۃ القدر ہے جس میں مغرب کے وقت سے لے کر طلوع فجر تک حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے ساتھ منجانب اللہ ملائکہ رحمت کو لے کر دنیا میں سلامتی کے لئے تشریف لاتے ہیں، آج تک کسی امت کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہی نہیں تھا، کتنی خصوصیت ہے ہم لوگوں کے ساتھ، لا الہ الا اللہ، تمام کائنات عالم ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک سب مل کر تمنا کرتے، مجاہدے کرتے تب بھی ان کے وہم وگمان میں نہ آتا کہ لیلۃ القدر میں کتنی سلامتیاں ہیں کیسی کیسی نعمتیں اور رحمتیں ہیں جو بغیر کسی خاص عبادت کے صلہ میں حاصل ہورہی ہیں محض اپنے فضل سے، محض اپنے کرم سے، محض اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ دولت لیلۃ القدر عطا فرمائی۔

اب اتنی باتیں تو ہوگئیں، تمام انعامات دے دیئے، چاہے ہمیں احساس ہو یا نہ ہو، انعام مل گیا ہے اور اسی لئے عید کے دن اول ہی وقت نماز شکرانہ ادا کرلی، دینے والے نے کچھ دے ہی دیا، تب ہی تو ہم پر شکر واجب ہوا، اب اس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب مسلمان نماز عید الفطر کے لئے جمع ہوتے ہیں اور خدا کی تجلیات کبریائی کے لئے چھ زائد تکبیریں ادا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں

سے متوجہ ہوکر پوچھتے ہیں کہ یہ مجمع کیا چاہتا ہے تو فرشتے عرض کریں گے کہ یا اللہ! یہ جو آپ کے انعامات لئے بیٹھے ہیں ان کا شکر ادا کرنے آئے ہیں، وہ شکرانہ نماز جو آپ نے واجب فرمائی ہے تو اللہ میاں فرمائیں گے کہ کہہ دو سب بخشے بخشائے ہیں۔ یہ صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے جس پر ہمارا ایمان وایقان ہے۔

دیکھو تم کو اب ایسی شرافت، انسانیت اور شرافت نفس عطا ہوئی ہے کہ نفس وشیطان مضمحل ہوکر پامال ہوگئے، تم خدا کی رضا جوئی میں کامیاب ہوگئے اور تمہاری صلاحیتیں درست ہوگئیں اور اللہ کا تم پر بڑا ہی فضل ہوا، جاؤ خوشی مناؤ لیکن افسوس کہ ہم ان صلاحیتوں کی چند دنوں بعد ناقدری شروع کردیتے ہیں تو دیکھو کبھی ایسی ناقدری نہ کرو، ارادہ کرلو کہ جو صلاحیتیں عطا ہوئی ہیں ان کو قائم رکھیں گے، اپنے نفس کو، آنکھ کو، دل کو، زبان کو، اپنے ہر معاملات میں پاک رکھیں گے اور اللہ ہی کے فضل سے امید رکھیں کہ اب انشاء اللہ ہم کو اللہ کی رضا جوئی میں آسانیاں ہوجائیں گی۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اتنے بہت سے انعامات واحسانات لئے بیٹھے ہیں لیکن کچھ محسوس نہیں ہوتا یہ کیا بات ہے؟ آپ کو اور کیا محسوس ہوتا ہے؟ آپ نے کھانا کھایا، پیٹ بھرلیا کچھ خبر ہے معدہ کے اندر کیا ہورہا ہے؟ محسوس کیجئے، زور لگائیے اور بتلایئے غذا رگوں میں کس طرح تقسیم ہورہی ہے، تحلیل شدہ غذا کے اجزا اور تاثرات خون بن کر رگ وپے کو کس طرح قوت بخش رہے ہیں، کچھ نہیں محسوس ہوتا لیکن سب جزو بدن ہورہا ہے، آنکھ کو بینائی مل رہی ہے، کانوں کو سماعت مل رہی ہے، زبان کو گویائی مل رہی ہے، دماغ کو حافظہ مل رہا ہے، اسی غذا کی وجہ سے تو یہ سب کچھ ہے جو پیٹ میں ہے۔ یہ سب کچھ ذرا غور کرکے محسوس کرکے بتلایئے کہ کتنی بینائی بڑھی، کتنی سماعت بڑھی، کتنی گویائی بڑھی، یہ سب کارخانہ مادی ہے جو کام کررہا ہے، بتاؤ کچھ محسوس ہوا؟ لطیف سے لطیف چیزیں اسی غذا کی بدولت پیدا ہورہی ہیں، احساسات، جذبات، تخلیات، ایثار، محبت وذہانت، شرافت، فراست سب پرورش پارہے ہیں، کچھ محسوس نہیں ہورہا ہے کہ کیسے ہورہا ہے، لیکن سب ہورہا ہے، ہاں آپ صرف یہ محسوس کریں گے کہ صحت وقوت پیدا ہوئی اور ترقی کی نشوونما کی صلاحیتیں پیدا ہوئیں۔

اسی طرح روح کی غذا اللہ کا ذکر اور اللہ کے اوامر میں اور پرہیز نواہی میں، الحمد للہ! تیس دن تک آنکھوں، کانوں، اور زبانوں کا پرہیز کرلیا، توبہ استغفار کرلیا، تقاضائے فطری اور نفسانی جو جائز بھی تھے لیکن اللہ میاں کے لئے انہیں بھی کچھ وقت کے لئے ترک کردیا تاکہ صفات ملکوتی اچھی طرح پرورش پاسکیں، روح کو غذا بھی الحمد للہ ملتی رہی، ذکر اللہ، کلام اللہ، تسبیحات، نوافل کی سعادتیں بھی نصیب رہیں تو روح نے ساری ایمانی غذا لے لی پھر لیلۃ القدر جو تجلیات لے کر آئی تھی وہ سارے تجلیات و انوار روح نے جذب کرلئے، اب غور کیجئے کہ جب مادی چیزیں محسوس نہیں ہوتیں تو جسم کی لطافت روحانیہ، ایمانیہ کیسے محسوس ہو، آثار معلوم ہوتے ہیں جیسے جسم کی صحت کے آثار معلوم ہوتے ہیں، جو کچھ آپ لوگوں کے سامنے بیان کیا گیا اس میں نہ تو تعلّی ہے، نہ شاعری نہ مبالغہ، سب حقیقت ہے۔

اب دعا کیجئے یا اللہ! جو کچھ ہم نے سنا اور کہا یہ سب آپ کی عطا ہے، یا اللہ! آپ کے انعامات برحق آپ کے احسانات برحق، آپ نے تو یا اللہ! ہمیں یقیناً اپنی رحمتوں اور تعلق خصوصی سے مالا مال فرمادیا اور ہم جس کے حق دار نہ تھے آپ نے وہ بھی عطا فرمادیا، یا اللہ! اس دولت عظیم کو ہم سنبھالیں کیسے؟ ہمارے نفس وشیطان دونوں ڈاکو ہیں، یا اللہ! یہ تو آپ کی دی ہوئی دولت ہے، آپ ہی حفاظت فرمادیجئے، یا اللہ! ہمیں توفیق دیجئے کہ ہم ان انعامات کی قدر کریں، اور ان کا صحیح مصرف کریں اور ہمیشہ طلب مغفرت واستغفار اور آپ کی رضا جوئی کرتے رہیں، یا اللہ! آپ نے جو صلاحیتیں درست فرمادی ہیں ان کو روبکار رکھنے کی بھی توفیق عطا فرمایئے، یا اللہ! اپنے بندوں میں کرم فرمایا ہے تو اب ہم ذلیل نہ ہوں، یا اللہ! آپ نے ماہ مبارک میں سب کچھ دیا ہے تو اور مہینوں میں بھی عطا فرماتے رہئے، تمام مخلوق پر آپ نے فضیلت دی ہے مومن ہونے کی حیثیت سے تو اے اللہ! اب ہم پر اور دنیاوی اثر کوئی غالب نہ آنے پائے، یا اللہ! آپ نے ایسی حالت پر ہم کو پہنچادیا ہے کہ اب ہم سے خوش ہی ہوجایئے اور ہم کو بھی خوش رکھئے:

"اللھم زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تھنا واعطنا ولا تحرمنا واثرنا ولا توثر علینا وارضنا وارض عنا۔"

یا اللہ! آپ نے جو انعامات عطا فرمائے ہیں ان کو ہماری غلطیوں سے نقصان نہ پہنچنے پائے اور اگر ہم سے غلطیاں سرزد ہوں تو آپ اپنی رحمت و مغفرت سے تلافی فرمادیجئے، ہم کو توبہ واستغفار کی توفیق عطا فرمایئے، یا اللہ! ہم کو ایمان کامل اور اعمال صالحہ کے ساتھ زندہ رکھئے اور اپنے محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل کے ساتھ زندہ رکھئے اور جب خاتمہ ہو تو انہیں چیزوں پر، آپ کی رضائے کاملہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ حاصل ہو اور بغیر حساب کتاب یا اللہ! ہم سب جنت میں داخل ہوجائیں۔ آمین۔

☆☆......☆......☆☆

عقیدۂ ختم نبوت اور ایک قادیانی مغالطہ

مولانا زاہد الراشدی

یکم جون کو چناب نگر کے مرکز ختم نبوت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سالانہ کورس کی ایک نشست میں قادیانیت کے بارے میں قدرے تفصیلی گفتگو کا موقع ملا جس کا خلاصہ نذر قارئین ہے:

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ قادیانیت کے محاذ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہمارا سب سے بڑا فورم ہے جو نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں اپنے مشن میں مسلسل مصروف عمل رہتا ہے اور چناب نگر کا یہ سالانہ تربیتی کورس بھی اسی کا حصہ ہے۔ مجھے آج آپ سے ایک دو حوالوں سے کچھ بات کرنی ہے۔ ایک یہ کہ قادیانی مذہب کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ ایک الگ مذہب ہے جس کی بنیاد نبوت اور وحی کے دعویٰ پر ہے جس میں اسلام کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے ہمارا قادیانیوں کے ساتھ بنیادی تنازعہ یہی ہے کہ جب وہ اسلام سے الگ ایک جداگانہ مذہب رکھتے ہیں تو انہیں اپنے نئے اور الگ مذہب کے لئے اسلام کا نام اور مسلمانوں کی مخصوص اصطلاحات استعمال کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

اس بات کو واضح کرنے کے لئے میں گزشتہ کئی عشروں سے مختلف فورموں پر یہ بات کہتا آرہا ہوں کہ نئے نبی اور نئی وحی کے ساتھ مذہب تبدیل ہو جاتا ہے، جس طرح عیسائی لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات پر ایمان رکھنے کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل پر ایمان لانے کی وجہ سے یہودیوں سے الگ ہو گئے تھے اور ان کا مذہب مسیحی مذہب کہلاتا ہے اور جس طرح ہم مسلمان حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور توراۃ و انجیل دونوں پر ایمان رکھنے کے باوجود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے کی وجہ سے دونوں سے الگ ہو گئے ہیں اور یہودی یا عیسائی کہلانے کی بجائے مسلمان کہلاتے ہیں، اسی طرح قادیانی بھی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی وحی پر ایمان لانے کے بعد ایک الگ مذہب رکھتے ہیں اور مسلمان کہلانے کے حقدار نہیں رہے۔

چنانچہ نئی نبوت کے غلط ہونے سے قطع نظر معروضی صورتحال کا منطقی اور فطری تقاضہ بھی یہی ہے کہ وہ اپنے مذہب کے لئے الگ نام طے کریں۔ وہ مسلمانوں کی مخصوص مذہبی اصطلاحات استعمال نہ کریں اور خود کو خواہ مخواہ مسلمان کہلانے کی ضد چھوڑ دیں۔ ان کی اس بے جا ضد نے تنازعہ کو بلاوجہ طول دے رکھا ہے۔ اگر وہ اپنے بارے میں ملت اسلامیہ کا اجتماعی اور اجماعی فیصلہ قبول کر کے ہٹ دھرمی ترک کر دیں تو اس تنازعہ کی شدت بہت کم ہو جائے گی کیونکہ پاکستان میں ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کا معاشرتی درجہ دستوری طور پر تسلیم کیا جا چکا ہے اور ان کے اس حیثیت سے پاکستانی معاشرہ کا حصہ رہنے اور ان کے شہری، مذہبی اور معاشرتی حقوق پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ چنانچہ اگر انہیں پاکستان میں اپنے حقوق متاثر ہونے کی شکایت ہے تو اس کی ذمہ داری مسلمانوں پر نہیں بلکہ خود قادیانیوں پر ہے کیونکہ تنازعہ حقوق کا نہیں معاشرتی اسٹیٹس کا ہے جو دستور میں طے ہے مگر اسے تسلیم کرنے سے مسلسل انکار کر کے قادیانیوں نے اس تنازعہ کو بلاوجہ باقی رکھا ہوا ہے۔

ہماری یہ کمزوری ہے کہ ہم دنیا پر یہ بات واضح نہیں کر پا رہے کہ جھگڑا حقوق کا نہیں بلکہ حقوق کے ٹائٹل کا ہے، جبکہ قادیانیوں نے باہر کی دنیا کو یہ باور کرا رکھا ہے کہ پاکستان میں ان کے مذہبی اور شہری حقوق پامال ہو رہے ہیں اور اسی بنیاد پر قادیانیوں کو بہت سے بین الاقوامی اداروں اور لابیوں کی حمایت حاصل ہو جاتی ہے۔ گزشتہ تین عشروں سے جس فورم پر بھی موقع ملتا ہے میں یہ بات وضاحت کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔ چند سال قبل جنوبی افریقہ کے شہر کیپ ٹاؤن میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ اور مسلم جوڈیشل کونسل جنوبی افریقہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی بین الاقوامی ختم نبوت کانفرنس میں بھی یہ بات میں نے قدرے تفصیل کے ساتھ عرض کی تو اس کی ویڈیو انٹرنیٹ پر آنے کی وجہ سے اسے دنیا بھر میں توجہ کے ساتھ سنا گیا اور بے شمار لوگوں نے اسے سراہا۔ اس کے ردعمل میں قادیانیوں نے انٹرنیٹ کے ایک پروگرام میں میری اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ”بنی اسرائیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سینکڑوں پیغمبر آئے تھے اور ان پر وحی بھی آتی رہی ہے لیکن ان کے آنے سے مذہب تبدیل نہیں ہوا بلکہ یہودی مذہب کا عنوان مسلسل قائم رہا۔ اس لئے مولوی صاحب (یعنی

زاہد الراشدی) کا یہ کہنا غلط ہے کہ نئے نبی اور نئی وحی کے آنے سے مذہب تبدیل ہو جاتا ہے۔"

بادی النظر میں قادیانیوں کا یہ اعتراض معقول نظر آتا ہے اس لئے اس کا جواب میرے ذمہ ہے اور میں آج جناب گمری کی اس محفل میں یہ جواب عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات درست ہے کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سینکڑوں پیغمبر آئے تھے اور ان پر وحی آئی تھی، حتیٰ کہ حضرت داؤد علیہ السلام جیسے صاحب کتاب رسول آئے اور ان پر مستقل کتاب زبور نازل ہوئی مگر اس سب کچھ کے باوجود ان سب کا مذہب یہودی رہا اور مذہب کے نام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ عیسائیوں کا مذہب یہودیوں سے الگ ہو جانے کی وجہ بھی نئی نبوت اور نئی وحی ہی تھی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل پر یہودیوں کا ایک حصہ ایمان لایا جو مسیحی کہلایا اور اس وقت کی یہودی اکثریت نے ایمان لانے سے انکار کر دیا جو یہودی ہی رہے۔ یہ جو تفریق ہوئی اور ایک مذہب کے اندر سے دوسرا مذہب الگ ہو گیا اس کا باعث نئی نبوت اور نئی وحی بنی۔ ایمان نہ لانے والے اپنے سابقہ مذہب کے پیروکار رہے اور ایمان لانے والے نئے مذہب کے پیروکار کہلائے۔

غلط یا صحیح کی بحث اپنی جگہ پر ہے لیکن تاریخی تناظر میں مرزا غلام احمد قادیانی کو بنی اسرائیل کے ان انبیاء کرام پر قیاس نہیں کیا جا سکتا جن کے آنے سے مذہب تبدیل نہیں ہوتا تھا، بلکہ اس کی حیثیت یہ ہے کہ ایک شخص نے نئی نبوت اور وحی کا دعویٰ کیا جسے قبول کرنے سے امت مسلمہ نے مجموعی طور پر انکار کر دیا، جس کی وجہ سے وہ اور اس پر ایمان لانے والے پہلے مذہب کا حصہ رہنے کی بجائے نئے مذہب کے پیروکار کہلائے، اور ان کا مذہب ایک الگ اور مستقل مذہب کے طور پر متعارف ہوا۔

ہم قادیانیوں سے یہی بات کہہ رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نبوت اور وحی کے دعوے کو امت مسلمہ نے مجموعی طور پر قبول نہیں کیا اس لئے وہ امت مسلمہ کا حصہ نہیں رہے بلکہ ایک الگ مذہب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں اس تاریخی اور معروضی حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دلیل و منطق اور تاریخی تسلسل کے دائرے میں ان کے مسلمانوں کا حصہ شمار ہونے کے دعوے کو کسی بھی درجہ میں تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے جس سے کوئی باشعور شخص انکار نہیں کر سکتا۔

اس سلسلہ میں دوسری بات یہ ہے کہ قادیانی دنیا بھر کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی ان کے بقول مستقل نبی نہیں تھے بلکہ بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح امتی نبی تھے، اس لئے ان کے دعویٰ نبوت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں ان کے اس دعویٰ کا ایک اور حوالہ سے جائزہ لینا چاہتا ہوں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسیلمہ کذاب نے بھی اسی طرح کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ حضور ﷺ کو رسول اللہ مانتا تھا بلکہ پہلے ان کی رسالت کا اقرار کرتا تھا پھر اپنی نبوت کی بات کرتا تھا۔ اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کی نیابت وخلافت کی درخواست کی تھی اور یہ پیشکش کی تھی کہ اگر وہ اپنی خلافت نہیں دیتے تو دیہات کی نبوت اس کے حوالہ کر دیں۔

اس لئے میری طالب علمانہ رائے میں مسیلمہ کذاب کا دعویٰ نبوت "امتی نبی" اور "تابع نبی" کے طور پر تھا جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ چنانچہ اس سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی تھی کہ حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت کی کوئی گنجائش نہیں ہے خواہ کوئی شخص مستقل نبی ہونے کا دعویٰ کرے یا تابع اور امتی نبی کہلائے۔ اس لئے قادیانیوں سے گزارش ہے کہ وہ امت مسلمہ بلکہ پوری دنیا کو بے جا تاویلات کے چکر میں ڈالے رکھنے کی بجائے نئی نبوت اور وحی سے دستبردار ہو کر امت مسلمہ کے اجتماعی دھارے میں متفقہ عقائد کی بنیاد پر واپس آ جائیں، یا پھر خود کو ایک الگ اور مستقل مذہب کے پیروکار تسلیم کر لیں۔ ان کے لئے اس کے سوا کوئی راستہ اور آپشن باقی نہیں رہا۔ ☆☆

۲۵ سال سے ہسٹریا اور مرگی کا مرض

مرزا صاحب کو ہسٹریا کا مرض تھا اور آپ کو مرگی کے دورے بھی پڑتے تھے۔ مرزا صاحب کی بیوی کہتی ہے: "حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ...... بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا' رات کو سوتے وقت آپ کو اتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہو گئی مگر یہ دورہ خفیف تھا' پھر اس کے کچھ عرصہ بعد...... حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہو گئی...... اس کے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے...... ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا" (سیرۃ المہدی، حصہ اول، ص:۱۳)

پاکستانی میڈیا یا لندن کا ہائیڈ پارک؟

مولانا زاہد الراشدی

گزشتہ روز اخبارات میں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی یہ تصویر دیکھ کر خوشی ہوئی کہ وہ اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ لندن کے ہائیڈ پارک میں چہل قدمی کر رہے ہیں جو کہ ان کی صحت کی مسلسل بحالی کی علامت ہے، دل سے دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ وعاجلہ سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔ اس کے ساتھ ہی ہائیڈ پارک کے بعض ماضی کے مناظر نگاہوں کے سامنے گھومنے لگے۔

ہائیڈ پارک لندن کے وسط میں واقع ہے جس کا رقبہ ساڑھے چھ سو ایکڑ بیان کیا جاتا ہے۔ یہ ایک شاہی باغ تھا جسے شاہ جیمز اول نے سترہویں صدی کے آغاز میں عوام کے لئے کھول دیا تھا اور اب تک یہ باغ عوامی سیر وسیاحت کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ میں کم وبیش ربع صدی تک کسی نہ کسی حوالے سے لندن جاتا رہا ہوں جس کے دوران مجھے متعدد بار ہائیڈ پارک جانے کا موقع ملا ہے، لیکن اب چار پانچ برس سے یہ سلسلہ اس لئے موقوف ہے کہ برطانوی حکومت مجھے ویزا دینے سے مسلسل انکاری ہے جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ میں اس بات کا اطمینان نہیں دلا سکا کہ برطانیہ جا کر اپنے ملک واپس آ جاؤں گا۔ میں نے بھی یہ سوچ کر ویزے کی کوشش ترک کر دی ہے کہ ”رموز مملکت خویش خسرواں دانند“۔ ورنہ جو شخص چوبیس پچیس سال لگاتار لندن جا کر ویزے کی مدت کے اندر ہی واپس آ گیا ہو اس کے بارے میں ایسے شک کا کوئی جواز نہیں بنتا کہ وہ برطانیہ جا کر شاید واپس نہ آئے۔

ہائیڈ پارک دنیا کے تاریخی باغوں میں سے ہے مگر اس کا ایک کونہ اس سے بھی زیادہ مشہور اور دلچسپی کا حامل ہے جسے ”ہائیڈ پارک کارنر“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جہاں جانے کے لئے لندن کی زیر زمین ریلوے کا اسی نام سے ایک مستقل اسٹیشن ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۸۵۵ء میں ایک بڑھئی نے اس کونے میں کھڑے ہو کر آزاد تقریر کا ایسا مظاہرہ کیا جو رفتہ رفتہ مستقل روایت کی حیثیت اختیار کر گیا۔ تب سے یہ سلسلہ جاری ہے کہ جس شخص کا مکمل آزادی اور کسی قانونی پابندی کی پروا کئے بغیر اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کو جی چاہتا ہے وہ وہاں جاتا ہے اور چند لوگوں کو جمع کر کے جو جی چاہتا ہے کہہ ڈالتا ہے۔ حتیٰ کہ ہائیڈ پارک کے اس کونے میں برطانوی قانون کا بھی اطلاق نہیں ہوتا اور وہاں پریشر ککر کے سیفٹی والو کی طرح ہر قسم کی بھڑاس نکالنے کی ہر شخص کو اجازت ہے۔ روزانہ شام کو وہاں اس قسم کے بیسیوں لوگ موجود ہوتے ہیں جبکہ اتوار کو ہائیڈ پارک کا یہ کارنر کراچی کے مچھلی بازار کا منظر پیش کر رہا ہوتا ہے۔

ہائیڈ پارک کی اس آزادی سے ہمارے بعض بزرگوں نے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔ سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کا مقصد زندگی ہی قادیانیت کا تعاقب تھا اور وہ اس کے لئے دنیا کے کسی بھی کونے میں جانے کے لئے ہر وقت تیار ہوتے تھے۔ جس دور میں قادیانی جماعت کے آنجہانی سربراہ مرزا طاہر احمد نے امت مسلمہ کے سرکردہ علماء کو مباہلے کا چیلنج دیا تو مولانا چنیوٹیؒ اس کو غنیمت سمجھتے ہوئے لندن جا پہنچے اور وہاں کے اخبارات میں اعلان کر دیا کہ میں لندن آ گیا ہوں اور فلاں وقت ہائیڈ پارک کارنر میں مباہلے کے لئے موجود ہوں گا۔ مولانا چنیوٹیؒ اپنے رفقاء سمیت وہاں پہنچ کر انتظار کرتے رہے مگر مرزا طاہر احمد نے آنے کی زحمت نہ کی، جبکہ مولانا چنیوٹیؒ نے وہاں مباہلے کے چیلنج کو قبول کرنے کا ایک بار پھر اعلان کیا۔

ہائیڈ پارک کارنر کی یہ سرگرمیاں مجھے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی یاد بھی دلاتی ہیں جہاں بہت سے ملکوں کے حکمران سالانہ اجلاس کے موقع پر آتے ہیں جو کئی ہفتے جاری رہتا ہے اور جس ملک کے حکمران کو کسی مسئلہ پر اپنے دل کی بھڑاس نکالنا ہوتی ہے وہ جنرل اسمبلی میں آ کر دل کے پھپھولے پھوڑتا ہے، غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے، اور پھر ٹھنڈا ٹھار ہو کر اپنے وطن کو واپس لوٹ جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جنرل اسمبلی نے کچھ کرنا کرانا تو ہوتا نہیں، صرف قراردادیں پاس کرنا ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ اختیارات اور پالیسی سازی کا مرکز صرف سلامتی کونسل ہے جہاں پانچ ویٹو پاورز نے تمام اختیارات، فیصلوں اور پالیسیوں کو اپنے آہنی شکنجوں میں دبوچ رکھا ہے۔ اس لئے میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو ”ہائیڈ پارک کارنر“ سے تعبیر کیا کرتا ہوں جسے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے ایک مستقل فورم کی حیثیت دے دی گئی ہے اور کسی ملک کے حکمران پر کوئی پابندی نہیں کہ وہ جنرل اسمبلی کے فورم پر جو

جا ہے کہے، جسے چاہے لتاڑے اور پھر چٹکیے سے اپنے گھر واپس چلا جائے۔

مگر یہ منظر اب پاکستان کے الیکٹرانک میڈیا میں زیادہ واضح نظر آنے لگا ہے کہ بہت سے ٹی وی چینلز پر روزانہ شام کو ''ہائیڈ پارک کارنرز'' کی سرگرمیاں بخوبی دیکھی جا سکتی ہیں۔ کسی سیاسی یا مذہبی موضوع پر باہمی مباحثے دیکھ کر پہلے گوجرانوالہ کے پہلوانوں کے دنگل یاد آتے تھے، اب ہائیڈ پارک کارنر نگاہوں کے سامنے گھوم رہے ہیں۔ نفسا نفسی کا عالم ہے، نہ کوئی اخلاق تقاضہ کسی کو یاد رہتا ہے، نہ کسی شرعی قانون کا لحاظ ہے، اور نہ ہی کوئی ملکی قانون اس ''دشنام باہمی'' میں رکاوٹ بن پاتا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ ایسا ماحول جان بوجھ کر ریٹنگ میں اضافے کے لئے پیدا کیا جاتا ہے۔ مگر مجھے اس سے زیادہ اس کی پشت پر خفیہ ہاتھوں کی یہ پلاننگ دکھائی دیتی ہے کہ پاکستان میں سیاست اور مذہب دونوں کے ماحول کو ہر قسم کی اخلاقیات سے عاری کر دیا جائے اور باہمی نفرت و بے اعتمادی کے ایسے بیج اس معاشرے میں بو دیئے جائیں کہ مذہب اور سیاست کے دو مقدس الفاظ نعوذ باللہ گالی بن کر رہ جائیں۔ حتیٰ کہ مولانا مفتی منیب الرحمٰن کے بقول رمضان المبارک کے تقدس اور احترام کو بھی اسی قسم کی میڈیائی خرافات کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔

اصل ذمہ داری سیاست دانوں اور علماء کرام کی ہے کہ وہ اس سازش کو سمجھنے کی کوشش کریں اور خواہ مخواہ ''دام ہمرنگ زمین'' کا شکار ہوتے رہنے کی بجائے مذہب و سیاست کے اصل مقام اور وقار کی بحالی کے لئے سوچیں۔ کیونکہ اس طرف سنجیدگی کے ساتھ توجہ نہ دی گئی تو فائدہ صرف غیر مذہبی اور غیر سیاسی قوتوں کو ہوگا کہ ایسی قوتیں جب موقع پاتی ہیں تو پھر مذہب، سیاست اور اخلاقیات میں سے کسی کی قدریں محفوظ رہنے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

☆☆..............☆☆

کیا اولاد کی نافرمانی پر حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی دلیل دینا صحیح ہے؟

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ''اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔'' درحقیقت اس میں ایک شبہ کے جواب کی طرف اشارہ فرمایا جو شبہ عام طور پر ہمارے دلوں میں پیدا ہوتا ہے، وہ شبہ یہ ہے کہ آج جب لوگوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ اپنی اولاد کو بھی دین کی تعلیم دو، کچھ دین کی باتیں ان کو سکھاؤ، ان کو دین کی طرف لاؤ، گناہوں سے بچانے کی فکر کرو، تو اس کے جواب میں عام طور پر بکثرت لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اولاد کو دین کی طرف لانے کی بڑی کوشش کی، مگر کیا کریں کہ ماحول اور معاشرہ اتنا خراب ہے کہ بیوی بچوں کو بہت سمجھایا، مگر وہ مانتے نہیں ہیں اور زمانے کی خرابی سے متاثر ہو کر انہوں نے دوسرا راستہ اختیار کر لیا ہے اور اس راستے پر جا رہے ہیں اور راستہ بدلنے کے لئے تیار نہیں ہیں، اب ان کا عمل ان کے ساتھ ہے، ہمارا عمل ہمارے ساتھ ہے، اب ہم کیا کریں؟ اور دلیل میں یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی تو آخر کافر رہا اور حضرت نوح علیہ السلام اس کو طوفان سے نہ بچا سکے، اسی طرح ہم نے بہت کوشش کر لی ہے وہ نہیں مانتے تو ہم کیا کریں؟

چنانچہ قرآن کریم نے آیت میں ''آگ'' کا لفظ استعمال کر کے اس اشکال اور شبہ کا جواب دیا ہے، وہ یہ کہ بات ویسے اصولی طور پر ٹھیک ہے کہ اگر ماں باپ نے اولاد کو بے دینی سے بچانے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کر لی ہے تو ان شاء اللہ ماں باپ پھر بری الذمہ ہو جائیں گے اور اولاد کے کئے کا وبال اولاد پر پڑے گا، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ماں باپ نے اولاد کو بے دینی سے بچانے کی کوشش کس حد تک کی ہے؟ اور کس درجے تک کی ہے؟ قرآن کریم نے ''آگ'' کا لفظ استعمال کر کے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ ماں باپ کو اپنی اولاد کو گناہوں سے اس طرح بچانا چاہئے جس طرح ان کو آگ سے بچاتے ہیں۔

فرض کریں کہ ایک بہت بڑی خطرناک آگ سلگ رہی ہے، جس آگ کے بارے میں یقین ہے کہ اگر کوئی شخص اس آگ کے اندر داخل ہو گیا تو زندہ نہیں بچے گا، اب آپ کا نادان بچہ اس آگ کو خوش منظر اور خوبصورت سمجھ کر اس کی طرف بڑھ رہا ہے، اب بتاؤ تم اس وقت کیا کرو گے؟ کیا تم اس پر اکتفا کرو گے کہ دور سے بیٹھ کر بچے کو نصیحت کرنا شروع کر دو کہ بیٹا! اس آگ میں مت جانا، یہ بڑی خطرناک چیز ہوتی ہے، اگر جاؤ گے تو جل جاؤ گے اور مر جاؤ گے؟ کیا ماں باپ صرف زبانی نصیحت پر اکتفا کریں گے؟ اور اس نصیحت کے باوجود اگر بچہ اس آگ میں چلا جائے تو کیا وہ ماں باپ یہ کہہ کر بری الذمہ ہو جائیں گے کہ ہم نے تو اس کو سمجھا دیا تھا، اپنا فرض ادا کر دیا تھا، اس نے نہیں مانا اور خود ہی اپنی مرضی سے آگ میں کود گیا تو میں کیا کروں؟ دنیا میں کوئی ماں باپ ایسا نہیں کریں گے، اگر وہ اس بچے کے حقیقی ماں باپ ہیں تو اس بچے کو آگ کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ کر ان کی نیند حرام ہو جائے گی، ان کی زندگی حرام ہو جائے گی اور جب تک اس بچے کو گود میں اٹھا کر اس آگ سے دور نہیں لے جائیں گے اس وقت تک ان کو چین نہیں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ جب تم اپنے بچے کو دنیا کی معمولی سی آگ سے بچانے کے لئے صرف زبانی جمع خرچ پر اکتفا نہیں کرتے تو جہنم کی وہ آگ جس کی حد و نہایت نہیں، اور جس کا دنیا میں تصور نہیں کیا جا سکتا، اس آگ سے بچے کو بچانے کے لئے زبانی جمع خرچ کو کافی کیوں سمجھتے ہو؟ لہٰذا یہ سمجھنا کہ ہم نے انہیں سمجھا کر اپنا فریضہ ادا کر لیا یہ بات آسانی سے کہنے کی نہیں ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی جو مثال دی جاتی ہے کہ ان کا بیٹا کافر رہا، وہ اس کو آگ سے نہیں بچا سکے، یہ بات درست نہیں، اس لئے کہ یہ بھی تو دیکھو کہ انہوں نے اس کو راہ راست پر لانے کی نو سو سال تک لگاتار کوشش کی، اس کے باوجود جب راہ راست پر نہیں آیا تو اب ان کے اوپر کوئی مطالبہ اور کوئی مواخذہ نہیں، لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ایک دو مرتبہ کہا اور پھر فارغ ہو کر بیٹھ گئے کہ ہم نے تو کہہ دیا، حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ ان کو گناہوں سے اسی طرح بچاؤ جس طرح ان کو حقیقی آگ سے بچاتے ہو، اگر اس طرح نہیں بچا رہے ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فریضہ ادا نہیں ہو رہا ہے، آج تو یہ نظر آ رہا ہے کہ اولاد کے بارے میں ہر چیز کی فکر ہے، مثلاً یہ تو فکر ہے کہ بچے کی تعلیم اچھی ہو، اس کا کیریئر اچھا بنے، یہ فکر ہے کہ معاشرے میں اس کا مقام اچھا ہو، یہ فکر تو ہے کہ اس کے کھانے پینے اور پہننے کا انتظام اچھا ہو جائے، لیکن دین کی فکر نہیں۔ (اصلاحی خطبات، ج۴، ص۴۷)

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

احادیث مرفوعہ جنہیں محدثین نے صحیح یا حسن قرار دیا ہے

چوتھی قسط

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

۲۵:... حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میری عمر طویل ہوئی تو مجھے امید ہے کہ میں عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کروں، پس اگر میری موت جلد آ گئی تو جو ان سے ملے اُن کو میرا اسلام پہنچادے۔'' یہ حدیث امام احمدؒ نے اپنی مسند میں مرفوعاً روایت کی ہے (یعنی اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد قرار دیا ہے) اور امام احمدؒ نے اپنی مسند ہی میں دوسری سند سے بعینہٖ اسی مضمون کی ایک روایت مرفوعاً بھی ذکر کی ہے، یعنی اس میں یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حضرت ابو ہریرہؓ کی طرف منسوب کیا ہے اور سندیں دونوں روایتوں کی صحیح ہیں، ایک سے یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معلوم ہوتا ہے اور دوسری سے حضرت ابو ہریرہؓ کا۔

مگر جو شخص اس باب کی احادیث میں غور وفکر سے کام لے گا، اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سلام پہنچانے کی وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمائی ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ نے بھی، لہٰذا اس حد تک یہ روایت مرفوعاً بھی صحیح ہے موقوفاً بھی، رہا اس حدیث کا پہلا جملہ کہ: ''اگر میری عمر طویل ہوئی تو مجھے امید ہے کہ میں عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کروں'' تو اس باب کی احادیث میں غور وفکر اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ یہ ارشاد صرف حضرت ابو ہریرہؓ کا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ احادیث کثیرہ میں اس بات کی صراحت ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہوگی، مثلاً صحیح مسلم اور مستدرک حاکم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے کہ: ''عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر آ کر مجھے سلام کریں گے اور میں سلام کا جواب دوں گا۔''

۲۶:... حضرت عبداللہ بن سلام کا ارشاد ہے کہ تورات میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صفات لکھی ہوئی ہیں اور (یہ کہ) عیسیٰ ابن مریم ان کے پاس دفن کئے جائیں گے۔ (ترمذی، والدر المنثور)

۲۷:... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی جس کے اول میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام اور درمیان میں مہدی۔ (نسائی، وابونعیم، والحاکم وابن عساکر و کنز العمال والسراج المنیر)

۲۸:... حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دجال کو قتل کرنے کی قدرت سوائے عیسیٰ ابن مریم کے کسی کو نہیں دی گئی۔ (الجامع الصغیر بحوالہ ابوداؤد طیالسی، والسراج المنیر)

۲۹:... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک یہودی عورت کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کی آنکھ بے نور (اور) باہر کو نکلی ہوئی اُبھری ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف ہوا کہ (شاید) یہ دجال ہو (پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھنے تشریف لے گئے) تو اسے ایک چادر کے نیچے (لیٹا ہوا) پایا، وہ اس وقت کچھ بڑبڑا رہا تھا، اس کی ماں نے اسے فوراً خبردار کیا کہ اے عبداللہ! یہ ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے ہیں، ان کے پاس جاؤ۔ یہ سنتے ہی وہ چادر سے باہر آ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی ماں کو کیا ہو گیا، اللہ اسے غارت کرے! اگر وہ اس کو (اپنے حال پر) چھوڑ دیتی تو یہ اپنی حقیقت ضرور ظاہر کر دیتا، (یعنی اس کی باتیں سن کر جو وہ تنہائی میں کر رہا تھا ہمیں اس کی حقیقت حال معلوم ہو جاتی)، پھر آپ نے اس لڑکے سے پوچھا: اے ابن صائد! تجھے کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا: میں حق دیکھتا ہوں اور باطل دیکھتا ہوں اور ایک تخت پانی پر (بچھا ہوا) دیکھتا ہوں (حضرت جابرؓ جو اس حدیث کے راوی ہیں، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا حال واضح نہ ہوا تو آپ نے پوچھا کیا تو شہادت دیتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں؟ اس نے کہا کیا آپ شہادت دیتے ہیں کہ میں رسول اللہ ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ میں تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں (اور تو ان میں سے نہیں ہے کہ تجھ پر ایمان لاتا) پھر آپ وہاں سے تشریف لے آئے اور اسے (اُس کے حال پر) چھوڑ دیا۔ اس کے بعد آپ ایک مرتبہ پھر اس کے پاس تشریف لائے تو اسے کھجور کے باغ میں پایا۔ وہ اس وقت بھی بڑبڑا رہا تھا اور اس مرتبہ بھی اس کی ماں نے اسے بتا دیا کہ اے عبداللہ! یہ ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے ہیں، آپ نے فرمایا: اس عورت کو کیا ہو گیا، اللہ اسے غارت کرے، اگر یہ اسے نہ بتاتی تو وہ اپنی حقیقت ظاہر کر دیتا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ (اس کی بے خبری میں) اس کی کچھ باتیں سن لیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ وہی دجال ہے یا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: اے ابن صائد تجھے کیا نظر

آتا ہے؟ اس نے کہا: میں حق دیکھتا ہوں اور باطل دیکھتا ہوں اور ایک تخت پانی پر (بچھا ہوا) دیکھتا ہوں۔" آپ نے پوچھا: کیا تو میرے رسول اللہ ہونے کی شہادت دیتا ہے؟ اس نے کہا: کیا آپ میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ غرض (اس مرتبہ بھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا حال مشتبہ ہی رہا، پھر آپ وہاں سے تشریف لے آئے اور اسے (اس کے حال پر) چھوڑ دیا۔ اس کے بعد آپ تیسری یا چوتھی مرتبہ تشریف لائے۔ اس وقت ابوبکرؓ اور عمر بن الخطابؓ بھی مہاجرین و انصار کی ایک جماعت میں آپ کے ساتھ تھے اور میں (جابرؓ) بھی آپ کے ساتھ تھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امید پر ہم سے آگے نکل گئے کہ اس کی کوئی بات سن لیں گے، لیکن اس کی ماں نے پھر سبقت کی اور بول اٹھی کہ: "اے عبداللہ! یہ ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) آگئے ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کیا ہوگیا ہے؟ اللہ اسے غارت کرے، اگر یہ اسے چھوڑ دیتی تو وہ (اپنی حقیقت) ظاہر کر ہی دیتا۔ پھر آپ نے پوچھا: اے ابن صائد تجھے کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا: میں حق دیکھتا ہوں اور باطل دیکھتا ہوں اور پانی پر ایک تخت دیکھتا ہوں، آپ نے پوچھا: کیا تو شہادت دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا: کیا آپ شہادت دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں (اور تو ان میں سے نہیں کہ تجھ پر ایمان لاتا) غرض اس (مرتبہ بھی) آپ پر اس کا حال مشتبہ رہا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ: اے ابن صائد، ہم نے تیرے (امتحان کے) لئے ایک بات دل میں چھپائی ہے، بتا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: "الدخ، الدخ" آپ نے فرمایا ذلیل ہو، ذلیل ہو۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ اسے قتل کر ڈالوں، آپ نے فرمایا: اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اس کے (قتل کرنے) والے نہیں ہو (کیونکہ) اسے قتل کرنے والے تو عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں، اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو تمہیں اہل ذمہ میں سے کسی کو قتل کرنا جائز نہیں۔ (حضرت جابرؓ) فرماتے ہیں کہ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے دجال ہونے کا خطرہ باقی رہا۔ (مسند احمد، کنزالعمال بحوالہ الفتاوہ)

۳۰:... حضرت اوس بن اوس الثقفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم دمشق کی جانب مشرق میں سفید منارے کے پاس نازل ہوں گے۔ (الدرالمنثور بحوالہ طبرانی، و کنزالعمال، و ابن عساکر وغیرہ)

۳۱:... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال ایسے زمانہ میں نکلے گا جب کہ دین میں اضمحلال آچکا ہوگا اور علم رخصت ہو رہا ہوگا، اس (کے خروج کے بعد دنیا میں رہنے) کی مدت چالیس روز ہوگی، اس مدت میں وہ گھومتا رہے گا۔ ان چالیس روز میں ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا، پھر اس کے باقی ایام عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ اس کا ایک گدھا ہوگا جس پر وہ سوار ہوگا، اس گدھے کے دو کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا، دجال لوگوں سے کہے گا: "میں تمہارا رب ہوں، حالانکہ وہ کانا ہوگا اور (ظاہر ہے کہ) تمہارا رب کانا نہیں (لہٰذا تمہارے لئے یہ فیصلہ کرلینا کہ وہ تمہارا رب نہیں نہایت آسان ہے) اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) ک۔ف۔ر (کافر) لکھا ہوگا، جسے ہر مومن پڑھ سکے گا، خواہ وہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ وہ ہر پانی اور گھاٹ پر اترے گا، سوائے مدینہ اور مکہ کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں شہروں کو اس پر حرام کردیا ہے اور ان کے دروازوں (راستوں) پر فرشتے کھڑے (پہرہ دے رہے) ہیں (تاکہ دجال داخل نہ ہوسکے)۔ اس کے ساتھ روٹی کے (ذخیرے پہاڑوں (کی مانند) ہوں گے اور سوائے ان لوگوں کے جو اس کی پیروی کریں گے، سب لوگ مشقت میں ہوں گے، اس کے ساتھ نہریں ہوں گی جن کو میں اس سے زیادہ جانتا ہوں، ایک نہر کو وہ جنت کہے گا اور دوسری نہر کو آگ کہے گا، پس جو شخص اس نہر میں داخل کیا جائے گا جس کا نام دجال نے جنت رکھا ہوگا وہ (درحقیقت) آگ ہوگی اور جو شخص اس نہر میں داخل کیا جائے گا جس کا نام دجال نے آگ رکھا ہوگا وہ (درحقیقت) جنت ہوگی۔ اور اللہ اس کے ساتھ شیاطین بھیجے گا جو لوگوں سے باتیں کریں گے اور اس کے ساتھ ایک فتنۂ عظیم یہ ہوگا کہ وہ بادلوں کو حکم دے گا تو وہ لوگوں کو بارش برساتے ہوئے نظر آئیں گے اور وہ ایک شخص کو قتل کرے گا پھر لوگوں کو نظر آئے گا کہ وہ اسے زندہ کر رہا ہے، دجال کو اس شخص کے علاوہ کسی اور (کے مارنے اور زندہ کرنے) پر قدرت نہیں دی جائے گی، اور وہ کہے گا: اے لوگو! اس جیسا کارنامہ رب عزوجل کے سوا کوئی اور کرسکتا ہے (یعنی میرا یہ کارنامہ میرے رب ہونے کی دلیل ہے)۔ پس مسلمان شام کے "جبل دخان" کی طرف بھاگ جائیں گے اور دجال وہاں آکر ان کا محاصرہ کرے گا، یہ محاصرہ بہت سخت ہوگا اور ان کو سخت مشقت میں ڈال دے گا۔ پھر فجر کے وقت عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے وہ مسلمانوں سے کہیں گے: اس خبیث کذاب کی طرف نکلنے سے تمہارے لئے کیا چیز مانع ہے؟ مسلمان کہیں گے کہ یہ شخص جن ہے (لہٰذا اس کا مقابلہ مشکل ہے)۔ غرض مسلمان روانہ ہوں گے تو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ان کے ساتھ ہوں گے، پس نماز کی اقامت ہوگی تو عیسیٰ علیہ السلام سے کہا جائے گا: یا روح اللہ (یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے) آگے بڑھئے (اور نماز

پڑھائیے) وہ فرمائیں گے کہ تمہارے امام کو آگے بڑھ کر نماز پڑھانی چاہئے۔ غرض نماز فجر ادا کر کے یہ سب لوگ دجال کی طرف نکل کھڑے ہوں گے، پس کذاب (دجال) عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی یوں گھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے، پس عیسیٰ علیہ السلام اس کی طرف چلیں گے اور قتل کر ڈالیں گے، حتیٰ کہ درخت اور پتھر بھی پکاریں گے کہ یا روح اللہ! یہودی یہ ہے، چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام جو بھی دجال کا پیرو ہوگا اسے قتل کر کے چھوڑیں گے۔ (مسند احمد، مستدرک حاکم)

۳۲:... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک جماعت اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں حق پر مسلسل ڈٹی رہے گی، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت قریب) آپہنچے اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں۔ (مسند احمد)

۳۳:... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، میں اس وقت رو رہی تھی، آپ نے رونے کا سبب پوچھا، میں نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے دجال یاد آگیا تھا (اس کے خوف سے) رو پڑی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو میں تمہارے لئے کافی ہوں اور اگر دجال میرے بعد نکلا تو (تمہیں اس کے فریب سے پھر بھی خوف زدہ نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ اس کے دعوائے خدائی کی تکذیب کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ کانا ہوگا اور) تمہارا رب کانا نہیں ہے، وہ اصفہان کے ایک مقام "یہودیہ" (اصفہان ایران کے ایک مشہور علاقہ کا نام ہے۔ علامہ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں ذکر کیا ہے کہ بخت نصر کے زمانہ میں جب یہودیوں کو بیت المقدس سے نکالا گیا تو ان کی ایک جماعت اصفہان کے علاقہ میں ایک مقام پر جا کر آباد ہوگئی، یہاں انہوں نے مکانات وغیرہ تعمیر کئے اور یہیں ان کی نسل پھیلتی رہی اور اس مقام کا نام "یہودیہ" پڑ گیا) میں نکلے گا، حتیٰ کہ مدینہ بھی آئے گا اور مدینہ کے (باہر) ایک جانب پڑاؤ ڈال دے گا، اس وقت مدینہ کے سات دروازے (یا راستے ہوں گے) جن میں سے ہر درے پر دو فرشتے ہوں گے (جو اسے مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے) پس مدینہ کے خراب لوگ نکل کر اس کے پاس چلے جائیں گے، یہاں تک کہ وہ شام یعنی فلسطین میں "باب لد" کے مقام پر ایک شہر میں چلا جائے گا۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر اسے قتل کر ڈالیں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے چالیس سال رہیں گے۔

(مسند احمد، والدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ) (جاری ہے)

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کا پُر شکوہ ماڈل
آیئے .... اس زیر تعمیر منصوبہ کی تکمیل میں بھرپور حصہ لیجئے
0331-2012341, 0302-6961841